قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 31/ جنوری 2023ء | 8/ رجب 1444 ہجری قمری | 31/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 26

فرمانِ رسولؐ

عبادہ بن نسیؒ نے ہمیں شدّاد بن اَوسؓ کے بارے میں بتایا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ مجھے ایک ایسی چیز یاد آ گئی تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس پر مجھے رونا آ گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے بارے میں شرک اور مخفی خواہشوں سے ڈرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کی امّت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ البتہ میری امّت شمس و قمر، بتوں اور پتھروں کی عبادت تو نہیں کرے گی مگر اپنے اعمال میں ریا سے کام لے گی اور مخفی خواہشات میں لوگ مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی روزہ دار ہونے کی حالت میں صبح کرے گا پھر اس کی کوئی خواہش معارض ہو گی تو وہ روزہ ترک کر کے اس خواہش میں مبتلا ہو جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 835 حدیث 17250 مسند شداد بن اوس مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

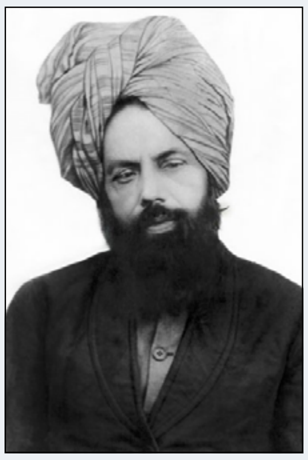

- ہر ایک گناہ بخشنے کے قابل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے سوا اَور کو معبود و کارساز جاننا ایک ناقابل عفو گناہ ہے۔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ (لقمان: 14) لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ (النساء: 49) یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے۔ بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور محبوباتِ دنیا پر زور دیا جاوے۔ اسی کا نام شرک ہے اور معاصی کی مثال تو حُقّہ کی سی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے کوئی دقّت و مشکل کی بات نظر نہیں آتی۔ مگر شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 344 ایڈیشن 2003ء)

- شرک تین قسم کا ہے۔ اوّل یہ کہ عام طور پر بت پرستی، درخت پرستی وغیرہ کی جاوے۔ یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے۔ دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فلاں کام نہ ہوتا تو مَیں ہلاک ہو جاتا۔ یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے۔ موٹے شرک میں تو آج کل اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں کوئی گرفتار نہیں ہوتا۔ البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 215-216 ایڈیشن 2003ء)

- گناہ اگرچہ بہت ہیں اور ان کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں۔ یہاں تک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے۔ لیکن عظیم الشان گناہ جو اس مقصدِ عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے پڑا ہوا ہے، وہ شرک ہے۔ انسان کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے اس لیے کہ جوں جوں بدقسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے، اسی قدر اپنے اصل مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے جس کو جہنم بھی کہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 413-414 ایڈیشن 2016ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمۡ عَلَیۡکُمۡ اَلَّا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُکُمۡ وَاِیَّاہُمۡ ۚ وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾

(الانعام: 152)

ترجمہ: تو کہہ دے۔ آؤ! میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے ربّ نے تم پر حرام کر دیا ہے (یعنی) یہ کہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور (لازم کر دیا ہے کہ) والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ اور رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور تم بے حیائیوں کے جو اُن میں ظاہر ہوں اور جو اندر چھپی ہوئی ہوں (دونوں کے) قریب نہ پھٹکو اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ یہی ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اسباب میں جیسا کہ مَیں نے کہا لوگوں پر بھی انحصار ہے، دولت پر اور سامان پر انحصار ہے، جہاں اپنے کام کر رہے ہیں اُن کے مالکوں پر انحصار ہے، بعض افسروں کی خوشامد کر رہے ہوتے ہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے کہ اسباب پر یا کسی ذات پر ضرورت سے زیادہ انحصار ہو جائے تو پھر انسان اُس مقصد کو بھول جاتا ہے جو اُس کی پیدائش کا مقصد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جائے تو وہ معبود ہو جاتا ہے۔ جب ایک شخص سمجھے کہ اس کے بغیر میرا گزارہ ہی نہیں ہے تو پھر وہ خدا کے مقابلے پر آ جاتا ہے۔ پھر ایسی چیز بن جاتا ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ اُس کے ساتھ تعلق بھی عبادت بن جاتا ہے اور عبادت کے لائق صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات: 57) یعنی جنّوں اور انسان کی پیدائش کی غرض عبادت ہے اور عبادت کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’یعنی اے لوگو! تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ یعنی اُسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو۔‘‘ جتنے بھی تمہارے کام ہیں اُن کو کرنے والا، اُن کی تکمیل کرنے والا، اُن کو انتہا تک پہنچانے والا، کامیابی دینے والا صرف خدا تعالیٰ ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پرستش اور عبادت ہے۔ ’’اور اُس پر توکل رکھو۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 340)

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- آئے تھے بعد میں تم آگے نکل گئے پر (منظوم)
- اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی
- دُوری مشن کے متعلق بشارات الٰہی
- مہدی آباد کے شہداء
- ارضِ بلال کے شہداء
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً

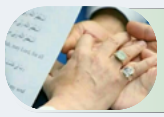

دربارِ خلافت

چار چیزیں ہیں جن کے بغیر اصلاح مشکل ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نیک اعمال بجالانے کی عادت ڈالنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ بغیر ان ذرائع کو اختیار کئے اصلاحِ اعمال میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ پس ان ذرائع کا استعمال انتہائی ضروری ہے۔یعنی ایمان کا پیدا کرنا، علمِ صحیح کا پیدا کرنا، ان باتوں کا تو گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو گیا تھا اور قوتِ عملی پیدا کرنے کے ضمن میں نگرانی کرنا اور جبر کرنا، جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔

یہ چار چیزیں ہیں جن کے بغیر اصلاح مشکل ہے۔ جب ہم گہرائی میں جائزہ لیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ دنیا میں ایک طبقہ ایسا ہے جو ایمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتا۔یعنی وہ معیار نہیں رکھتا جو اصلاحِ عمل کے لئے ایک انسان میں ہونا ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں اگر قوتِ ایمانیہ بھر دی جائے تو ان کے اعمال درست ہو جاتے ہیں اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے گناہوں کا شکار ہوتا ہے۔ اس کے لئے صحیح علم کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک طبقہ جو نیک اعمال بجالانے کے لئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ ہیں اور اس کی احتیاج جو ہے وہ دو طرح سے پوری کی جاتی ہے۔ یا اُس کی بیرونی مدد دو طرح سے ہو گی۔ ایک تو نگرانی کر کے، جس کی میں نے ابھی تفصیل بیان کی ہے کہ نگرانی کی جائے تو بدیاں چھوٹ جاتی ہیں اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے لیکن وہ طبقہ جو بالکل ہی گرا ہوا ہو، جو نگرانی سے بھی باز آنے والا نہ ہو، اُسے جب تک سزا نہ دی جائے اُس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔

پس ان چاروں ذرائع کو جماعت کی اصلاح کے لئے بھی اختیار کرنا ضروری ہے اور ہر ایک کی بیماری کا علاج اُس کی بیماری کی نوعیت کے لحاظ سے کرنا ضروری ہے۔ یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جس زمانے میں مذہب کے پاس نہ حکومت ہو، نہ تلوار اُس زمانے میں یہ چاروں علاج ضروری ہوتے ہیں۔ پس جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ پہلے علاج کے طور پر تربیت کر کے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنا ضروری ہے اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات، آپ کی وحی، آپ کے تعلق باللہ اور آپ کے ذریعہ سے آپ کے ماننے والوں میں روحانی انقلاب کا ذکر کیا جائے۔ اُنہیں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے کیا فوائد ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ اس دور میں جب شیطان بھرپور حملے کر رہا ہے تو ان باتوں کے بارے میں بتانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہ ذکر متواتر اور بار بار ہونا چاہئے۔ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کو کس طرح حاصل ہوسکتی ہے اور اُس کا پیار جب کسی انسان کے شاملِ حال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے کس طرح امتیازی سلوک کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس بارے میں کس طرح بتایا ہے۔مختلف قوموں سے جو نئے احمدی ہو رہے ہیں، افریقہ میں سے بھی اور زیادہ تر عربوں میں سے بھی، وہ اپنے واقعات لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھ کر اُن میں تبدیلیاں ہوئیں، اُن کے ایمان میں اضافہ ہوا۔ بیشک کتب پڑھ کر اُن کی اعتقادی غلط فہمیاں بھی دور ہوئیں اور اعتقادی لحاظ سے اُن کے علم میں اضافہ ہو کر اُن کو ایمان کی نئی راہیں نظر آئیں۔ لیکن ایمان کی مضبوطی اُن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کو دیکھنے، آپ کی وحی کی حقیقت کو سمجھنے اور آپ کے تعلق باللہ سے پیدا ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بعض نشانات دکھا کر اپنے قرب کا نظارہ دکھا دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات، وحی، الہامات اور تعلق باللہ جو ہمارے دلوں میں بھی ایمان کی کرنوں کو روشن تر کرے، کی اہمیت اپنے انداز میں بیان فرماتے ہوئے یوں فرمایا کہ:

حضرت عیسیٰ بیشک زندہ آسمان پر بیٹھے رہیں۔ اُن کا آسمان پر زندہ بیٹھے رہنا اتنا نقصان دہ نہیں ہے جتنا خدا تعالیٰ کا ہمارے دلوں میں مردہ ہو جانا نقصان دہ ہے۔ پس کیا فائدہ اس بات کا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر زور دیتے رہو جبکہ خدا تعالیٰ کو لوگوں کے دلوں میں تم مار رہے ہو اور اُسے زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ تو حیّ و قیوم ہے اور کبھی نہیں مرتا مگر بعض انسانوں کے لحاظ سے وہ مر بھی جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 31/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آئے تھے بعد میں تم آگے نکل گئے پر

اوہام نے کیا رشک ایقان پر تمہارے
ہے آسماں بھی حیراں ایمان پر تمہارے

اک شور سا اُٹھا ہے محشر کا آسماں پر
جب سے بدن گرے ہیں میدان پر، تمہارے

تم نے سبق دیا ہے ہم کو وفاؤں کا جو
جھک سے گئے ہیں شانے احسان پر تمہارے

آئے تھے بعد میں تم آگے نکل گئے پر
حیرت زدہ جنوں ہے عرفان پر تمہارے

عشق بلال دیکھا پھر آج ہم نے لوگو!
اُس کلمۂ وفا کے اعلان پر تمہارے

ضائع نہیں کبھی بھی جائیں گے دوستو! جو
چھینٹے گرے لہو کے داماں پر تمہارے

کیوں فکر وہ کریں گے پیچھے جو رہ گئے ہیں
اتریں گے اب فرشتے استھان پر تمہارے

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

اداریہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 20/ جنوری 2023ء کے خطبہ میں فرمایا:

جماعت احمدیہ میں گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانیاں پیش کی جارہی ہیں۔ کیا اُن کی قربانیاں رائیگاں گئیں؟ نہیں! بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ بمطابق اپنے وعدہ اِن شہداء کے مقام کو بلند کرتا رہا وہاں جماعت کو پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازتا رہا۔ اِن شہیدوں نے جہاں اگلے جہان میں وہ مقام پایا جو اُنہی کا حصہ ہے اور اُن کے درجات ہمیشہ بڑھتے چلے جانے والے ہیں، وہاں اِس دنیا میں بھی ہمیشہ کے لئے اُن کے نام روشن ہیں اور اِن کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا نہ صرف اپنے لئے بلکہ جماعت کی زندگی کا بھی باعث بن رہا ہے۔ یہی تو ہیں جو پیچھے رہنے والوں کی زندگی اور ترقیات کا بھی ذریعہ بن رہے ہیں، پھر وہ مُردہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟

دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی ایک نئی رقم کی جانے والی تاریخ

حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی قربانی سے جماعت احمدیہ میں شروع ہونے والی جان کی قربانی عموماً افغانستان اور برصغیر کے احمدیوں کے حصہ میں رہی۔ افریقہ میں بھی ایک مخلص احمدی نے کانگو میں اپنی جان کا نذرانہ 2005ء میں خالصتاً جماعت کی خاطر پیش کیا تھا لیکن گزشتہ دنوں براعظم افریقہ کے ملک برکینا فاسو میں عشق و وفا، اخلاص، ایمان اور یقین سے پُر افراد جماعت نے جو نمونہ مجموعی طور پر دکھایا وہ حیرت انگیز اور اپنی مثال آپ ہے۔ جن کو موقع دیا گیا کہ مسیح موعودؑ کی صداقت کا انکار کرو اور اِس بات کو تسلیم کرو کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اور آسمان سے اُتریں گے تو ہم تمہاری جان بخشی کر دیتے ہیں لیکن اِن ایمان اور یقین سے پُر لوگوں نے، جن کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط نظر آتا ہے، جواب دیا: جان تو ایک دن جانی ہے، آج نہیں تو کل، اِس کے بچانے کے لئے ہم اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔ جس سچائی کو ہم نے دیکھ لیا ہے اُسے ہم چھوڑ نہیں سکتے اور یوں ایک کے بعد دوسرا اپنی جان قربان کرتا چلا گیا، اِن کی عورتیں اور بچے بھی یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور کوئی واویلا کسی نے نہیں کیا، پس یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے افریقہ بلکہ دنیائے احمدیت میں اپنی قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔

بعد میں آ کر پہلوں سے سبقت لے گئے

اپنی دنیاوی زندگیوں کی قربانی دے کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے والے بن گئے ہیں، جنہوں نے جان، مال، وقت کو قربان کرنے کا جب عہد کیا تو پھر نبھایا اور ایسا نبھایا کہ بعد میں آ کر پہلے آنے والوں سے سبقت لے گئے، اللہ تعالیٰ اِن میں سے ہر ایک کو اُن بشارتوں کا وارث بنائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قربانیاں کرنے والوں کو دی ہیں۔

تفصیلات المناک واقعہ شہادت

برکینا فاسو کا شہر ڈوری جہاں مہدی آباد نئی آبادی قائم ہوئی تھی 11/ جنوری کو عشاء کے وقت 9 احمدی بزرگوں کو مسجد کے صحن میں باقی نمازیوں کے سامنے اسلام احمدیت سے انکار نہ کرنے کی بنا پر ایک ایک کر کے شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ! رپورٹ کے مطابق بوقت عشاء چار موٹر سائیکلوں پر آٹھ مسلح دہشت گرد مسجد میں آئے تو اذان ہو رہی تھی، اُس وقت تک کچھ نمازی آ چکے تھے اور باقی ابھی آ رہے تھے۔ اذان ختم ہونے کے بعد دہشت گردوں نے مؤذن سے احباب کے مسجد میں جلد آنے کا اعلان کروایا کہ کچھ لوگ آئے ہیں اُنہوں نے بات کرنی ہے۔ جب نماز کا وقت ہو گیا تو امام ابراہیم بی دیگا صاحب نے اُن سے کہا کہ ہمیں نماز پڑھ لینے دیں لیکن اُنہوں نے اجازت نہ دی۔ اُنہوں نے امام صاحب سے جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق کافی سوالات کئے جن کے جوابات امام صاحب نے تسلی اور بہادری سے دیئے اور بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام امام مہدی اور مسیح موعود کے طور پر آئے ہیں۔ آخر پر مسلح افراد نے یہ باتیں سن کر کہا کہ احمدی مسلمان نہیں بلکہ پکے کافر ہیں اور نعوذ باللہ! آپؑ کے دعویٰ کو جھوٹا قرار دیا۔

میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا

پھر دہشت گردوں نے مسجد میں موجود احباب و خواتین سمیت ساٹھ سے ستّر نمازیوں میں سے بچوں، نوجوانوں اور بزرگوں کے الگ الگ گروپ بنائے۔ بلحاظ عمر گروپس بنانے کے بعد اُنہوں نے بڑی عمر کے افراد سے مسجد کے صحن میں آنے کا کہا، اُس وقت دس انصار مسجد میں موجود تھے جن میں سے ایک معذور کو یہ کہہ کر بٹھا دیا گیا کہ تم کسی کام کے نہیں ہو بیٹھے رہو۔ مسجد کے صحن میں کھڑا کر کے امام ابراہیم بی دیگا صاحب سے کہا! اگر وہ احمدیت سے انکار کر دیں تو اُنہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ اُنہوں نے کہا: میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ جس صداقت کو مَیں نے پا لیا ہے اِس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں۔ ایمان کے مقابلہ میں جان کی حیثیت کیا ہے؟ اُنہوں نے امام صاحب کی گردن پر بڑا چاقو رکھا اور اُن کو لِٹا کر ذبح کرنا چاہا لیکن مزاحمت اور کہنے پر کہ مَیں لیٹ کر مرنے کی نسبت کھڑے رہتے ہوئے جان دینا پسند کروں گا۔ امام صاحب کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

سب احمدی بزرگوں نے پہاڑوں جیسی استقامت کا مظاہرہ کیا

امام صاحب کو بے دردی سے شہید کرنے کے بعد دہشت گردوں نے خیال کیا کہ باقی لوگ خوفزدہ ہو کر ایمان سے پھر جائیں گے۔ چنانچہ اُنہوں نے اگلے احمدی بزرگ سے کہا کہ احمدیت سے انکار کرنا ہے یا تمہارا بھی وہی حشر کریں جو تمہارے امام کا کیا ہے؟ اُس بزرگ نے بڑی دلیری اور بہادری سے کہا کہ احمدیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ جس راہ پر چل کر ہمارے امام نے جان دی ہے ہم بھی اِسی راہ پر چلیں گے۔ اِس پر اُنہیں بھی سر میں گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ پیچھے رہ جانے والے افراد سے بھی فرداً فرداً یہی مطالبہ کیا گیا کہ امام مہدیؑ کا انکار کر دیں اور احمدیت چھوڑ دیں تو اُنہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ سب احمدی بزرگوں نے پہاڑوں جیسی استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جرأت اور بہادری سے شہادت کو گلے لگانا قبول کر لیا۔ کسی ایک نے بھی ذرا سی کمزوری دکھائی اور نہ ہی احمدیت سے انکار کیا۔ ایک کے بعد ایک شہید گرتا رہا لیکن کسی کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ سب نے ایک دوسرے سے بڑھ کر یقین محکم اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور ایمان کا عَلم بلند رکھتے ہوئے اللہ کے حضور اپنی جانیں پیش کر دیں۔

ہر شہید کو کم و بیش تین گولیاں ماری گئیں

9 شہداء میں دو جڑواں بھائی بھی شامل تھے، جب آٹھ افراد کو شہید کیا جا چکا تو آخر پر سب شہداء سے چھوٹے چوالیس سالہ آگوما آگ عبدالرحمٰن صاحب سے دہشت گردوں نے پوچھا کہ تم جوان ہو، احمدیت سے انکار کر کے اپنی جان بچا سکتے ہو۔ اُنہوں نے بڑی شجاعت سے جواب دیا: جس راہ حق پر چل کر میرے بزرگوں نے قربانی دی ہے، مَیں بھی اپنے امام اور بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ایمان کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں، اِس پر اُنہیں بھی بڑی بے دردی سے چہرہ پر گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ دہشت گردوں کے مسجد میں آنے سے لے کر سوال و جواب، عقائد پر تفصیلی بحث اور ساری کاروائی کر کے مسجد سے نکلنے تک کم و بیش ڈیڑھ گھنٹے کا وقت بنتا ہے، اِس دوران بچے اور باقی افراد جس کرب اور تکلیف سے گزرے ہوں گے اُس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اُن کے سامنے اُن کے بزرگوں کو شہید کیا جا رہا تھا۔

ہم گواہ ہیں

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے تذکرۃ الشہادتین میں ایک رؤیا کا ذکر فرماتے ہوئے آخر پر لکھا کہ خدا تعالیٰ بہت سے اُن کے قائمقام پیدا کر دے گا۔ آپؑ نے اپنی رؤیا سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مجھے امید ہے کہ آپؓ کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ بہت سے اُن کے قائمقام پیدا کر دے گا۔ ہم گواہ ہیں کہ آج افریقہ کے رہنے والوں نے اجتماعی طور پر اِس کا نمونہ دکھا دیا اور قائمقامی کا حق ادا کر دیا ہے۔

تدفین شہداء

دہشت گردوں نے مسجد میں ڈیڑھ گھنٹہ گزار کر اِس قدر خوف کی فضا پیدا کی تھی کہ جس مقام پر شہادتیں ہوئیں شہداء کی نعشیں رات بھر وہیں پڑی رہیں کیونکہ خدشہ تھا کہ دہشت گرد گاؤں سے باہر نہیں گئے اور اگر کوئی نعش اٹھانے گیا تو اُسے بھی مار دیا جائے گا۔ قریبی آرمی کیمپ سے باوجود اطلاع کے کوئی آیا اور نہ ہی سیکورٹی اداروں کا کوئی فرد صبح تک وہاں پہنچا، شہداء کی تدفین 12/ جنوری کی صبح دس بجے پھر مہدی آباد میں کر دی گئی۔ مزید برآں حضور انور ایدہ اللہ نے مختصراً شہداء کا تعارف پیش فرمایا جس سے اِن کی ایمانی پختگی کا پتا چلتا ہے۔

امام الحاج ابراہیم بی دیگا صاحب

شہادت کے وقت اِن کی عمر اڑسٹھ سال تھی، بسلسلہ تعلیم سعودی عرب میں بھی مقیم رہے، تماشق زبان کے بہت بڑے عالِم اور اِس زبان میں قرآن مجید کے مفسّر بھی تھے۔ آپ نے 1999ء میں بیعت کی۔ قبول احمدیت سے قبل بھی آپ صاحب اثر و رسوخ اور کئی دیہات کے چیف امام تھے۔۔ اِس زون کے دیگر علما آپ کے پاس آ کر بیٹھنے اور اِکتساب علم کرنے کو اپنی شان سمجھتے تھے۔

شہیدوں نے مخالفین کے بھی منہ بند کر دیئے ہیں

1998ء میں ڈوری میں باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہوا تو اِن تک بھی پیغام احمدیت کی بازگشت پہنچی۔ تبلیغی مہم کے دوران ایک مارکیٹ میں اِنہوں نے احمدیت کا نام پہلی بار سنا اور پتا چلا کہ احمدی وفات مسیح کے قائل نیز مسیح و مہدی کے آنے کی خبر دیتے ہیں تو آپ سات افراد کا ایک وفد لے کر تلاش حق کے لئے ڈوری مشن ہاؤس تشریف لائے۔ آپ نے بہت تحقیق کے بعد احمدیت قبول کی تھی۔ اپنے زون میں پہلا احمدی ہونے کا شرف پایا۔ یہ جو مخالفین کہتے ہیں غریب لوگ ہیں اِن کو لالچ دے کر بیعت

کروا لیتے ہیں۔ ان کو دین کا کچھ پتا نہیں ہے۔ ان شہیدوں نے اِن کے بھی منہ بند کر دیے ہیں۔ سمجھ کر صداقت کو قبول کیا اور پھر قربانی کی بھی اعلیٰ ترین مثال قائم کی۔

ایک نڈر جماعتی سپاہی اور بے خوف داعی الی اللہ

جماعت کے ایک نڈر سپاہی، بے خوف داعی الی اللہ اور حقیقی معنوں میں ایک فدائی احمدی تھے۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے علاقہ بھر میں احمدیت کا پیغام پھیلا اور کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آپ بڑھ چڑھ کر جماعتی پروگراموں میں حصہ لیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کے زمانہ سن 2000ء میں ان کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں بھی شرکت کی توفیق ملی۔ تبلیغ کا ایک جنون اور شوق تھا۔ قبول احمدیت کے بعد آپ نے اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اُنہیں کسی اور چیز کی پرواہ ہی نہیں ہے۔

خلافت سے بے انتہا وفا کا تعلق اور اظہار محبت

امیر صاحب برکینا فاسو بیان کرتے ہیں: اس محبت کی ایک مثال ایم ٹی اے پر حضور انور ایدہ اللہ کی بچوں کے ساتھ ہونے والی کلاس، اردو زبان سے ناواقفیت کے باوجود بڑے انہماک سے دیکھتے رہتے تھے جس طرح سمجھ آ رہی ہوتی ہے اور یہی کہتے تھے میرے لئے یہاں اس مجلس میں بیٹھنا، اس کو دیکھنا ہی بہت ایمانی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ مہمان نواز اور خاموش طبع تھے لیکن جب جماعت کی خاطر بولنا پڑتا تو پھر بہت جذباتی ہو کر بولتے۔ ایک مکمل مبلّغ تھے۔ غیر احمدیوں سے اِنہوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر کافی مناظرے اور سوال جواب کئے۔

خلیفۂ وقت سے محبت کی ایک زندہ تصویر

سینن کے ایک ریٹائرڈ لوکل معلّم صاحب کہتے ہیں: خلیفۂ وقت سے محبت کی ایک زندہ تصویر تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب مجھے احمدیت کا پیغام بذریعہ پاکستانی مبلّغ ملا تو مَیں اُسی دن سے احمدی ہو چکا تھا۔ مَیں نے یہ سیکھا ہے کہ دنیا کی فلاح صرف نظام خلافت سے وابستہ ہے۔ یہی اصل راستہ ہے اور مرتے دَم تک اِسی پر قائم رہوں گا۔ معلّم صاحب کہتے ہیں کہ حقیقتاً جو اُنہوں نے کہا تھا کر دکھایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اِس تناظر میں اپنے ذاتی مشاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! افریقہ کی جماعتوں میں سے برکینا فاسو کی جماعت میں مَیں نے ایک خاص بات دیکھی ہے کہ ملاقات کے وقت ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ مجھ سے گلے لگے اور پھر اِن لوگوں کی محبت جو تھی وہ بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔

الحسن آگمالی ایئل صاحب

اکہتر سالہ پیشہ کے لحاظ سے کسان تھے۔ 1999ء میں احمدیت قبول کی گاؤں کے ابتدائی احمدیوں میں سے نیز الحاج ابراہیم صاحب کے ساتھ مل کر ڈوری مشن جانے والے تحقیقی وفد میں بھی شامل تھے۔ جب سے آپ نے بیعت کی اخلاص و وفا میں ترقی کرتے چلے گئے۔ خلافت کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، چندہ جات میں باقاعدہ، اپنی فیملی کے لئے اپنے پیچھے ایک نیک نمونہ قائم کیا۔ مجموعی طور پر آپ نے جماعت کے لئے جان، مال اور وقت کی جو قربانی کی وہ غیر معمولی ہے۔

حسین آگمالی ایئل صاحب (زعیم انصار اللہ مہدی آباد)

الحسن آگمالی ایئل صاحب کے جڑواں بھائی تھے، اِنہوں نے بھی 1999ء میں بیعت کرنے کی توفیق پائی اور اپنے گاؤں کے ابتدائی احمدیوں میں سے نیز الحاج ابراہیم صاحب کے ساتھ ڈوری مشن میں جا کر تحقیق کرنے والے گروپ میں بھی شامل تھے۔ اِس وقت مہدی آباد میں بطور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ انصار بھائیوں کو بہت اچھے طریق سے منظم کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کو جماعتی پروگراموں اور سرگرمیوں میں متحرک رکھتے اور تربیت کے متعدد پروگرام منعقد کرواتے رہتے۔ مسجد کی صفائی اور دیگر مقامات پر وقار عمل کرواتے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے کی پابندی کرتے۔ نماز تہجد باقاعدہ ادا کرنے والے تھے۔

عبدالرحمٰن آگ حمیدو صاحب

سڑسٹھ سالہ پیشہ کے لحاظ سے کسان تھے۔ 1999ء میں اِنہوں نے بھی احمدیت قبول کی۔ دل کے بہت صاف۔ بہت حلیم طبع ہمیشہ جماعتی پروگراموں میں حصہ لینے والے صف اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ کسی پروگرام سے غیر حاضر ہوتے تو سمجھا جاتا یقیناً کوئی بہت اشد مجبوری یا بیماری ہوگی ورنہ غیر حاضر نہیں ہوتے تھے۔ امام ابراہیم صاحب کے مددگار ساتھیوں میں سے تھے۔ اپنی فیملی کو بھی نظام جماعت کے ساتھ جڑے رہنے اور جماعتی پروگرام میں شرکت کی تلقین کرتے رہتے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ بہت سا وقت مسجد میں گزارتے۔ ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتے رہتے خاص طور پر خطبہ بہت باقاعدگی اور توجہ سے سنتے۔

صلح آگ ابراہیم صاحب

سڑسٹھ سالہ پیشہ کے اعتبار سے کسان تھے۔ نماز باجماعت کے بہت پابند، باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرنے والے، مجلس انصار اللہ کے متحرک رکن، کارکن اور جماعت کے بہت مخلص تھے۔ ابراہیم صاحب کے دست راست اور مددگار تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب علم تھے۔ مذہبی اور علمی گفتگو کرنا آپ کی عادت تھی۔ جب بھی انصار ممبران و جماعت میں علمی گفتگو ہو رہی ہوتی آپ ایسی محفل میں پائے جاتے۔ بہت حلیم اور شریف طبیعت کے مالک تھے۔ ہر چھوٹے، بڑے کے ساتھ حسن سلوک کرنا آپ کے اوصاف میں تھا۔ جلسہ سالانہ یا کسی اجتماع پر جاتے ہوئے اگر دیکھتے کہ کسی کے پاس کرایہ کی رقم نہیں یا کم ہے تو اپنی طرف سے اُس کی مدد کر دیتے تا کہ وہ بھی شامل ہو جائے۔

عثمان آگ سودے صاحب

انسٹھ سالہ مخلص اور جانثار احمدی تھے۔ جماعت کے لئے مال اور وقت کی قربانی کرنے والے تھے اور آخر پر اللہ تعالیٰ نے جان کی قربانی کی بھی توفیق عطا فرما دی۔ مہدی آباد کی مسجد کی تعمیر کے وقت پانی لے کر آتے اور تعمیر کے کام میں مسلسل تعاون کرتے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ نمازوں کے بہت پابند، چندہ دینے میں باقاعدہ اور جو کچھ کما کر لاتے پہلے اُس سے چندہ کی رقم ادا کرتے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! کیا ایسی سوچ رکھنے والے پیسوں کے لالچ میں بیعت کرتے ہیں جیسا کہ مخالفین کہہ رہے ہیں۔ باعتبار پیشہ آپ ایک تاجر اور جوتے کا کاروبار کرتے تھے۔ کسی کے پاس اگر جوتا خریدنے کی استطاعت نہیں تھی یا رقم کم ہوتی تو پھر بھی اُسے خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے۔

آگالی آگما گوئیل صاحب

1970ء میں پیدا ہوئے، والد صاحب کے ساتھ 1999ء میں احمدیت قبول کی۔ باعتبار پیشہ کسان تھے۔ جماعت احمدیہ دلارے کے مؤذن تھے۔ جب کچھ عرصہ قبل دہشت گردی کی وجہ سے اُن کو اپنے گاؤں سے نقل مکانی کرنی پڑی تو مہدی آباد میں سکونت اختیار کر لی۔ بہت مخلص احمدی تھے۔ نمازوں اور چندہ جات میں باقاعدہ اور جماعت کی تمام سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

موسیٰ آگ ادراہی صاحب

ترپن سالہ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ احمدی ہونے سے قبل وہابیہ فرقہ کے بہت سرگرم رکن تھے۔ نمازوں کی بہت پابندی کرنے والے۔ تہجد باقاعدگی سے ادا کرنے والے تھے مغرب کی نماز پر مسجد میں آتے تو عشاء کی نماز پڑھ کر ہی واپس گھر جاتے۔ مغرب اور عشاء کا وقت مسجد میں گزارتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ اِن کے متعلق ہر کوئی گواہی دیتا ہے کہ ایک حقیقی مؤمن اور مخلص فدائی احمدی ہونے کا عملی نمونہ تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ کو باقاعدہ دعائیہ خطوط بھی لکھتے اور کہتے تھے کہ مَیں بھی خلیفۂ وقت کے لئے باقاعدہ دعا کرنے والا ہوں۔

آگوما آگ عبدالرحمٰن صاحب (نائب امام الصلوٰۃ مہدی آباد)

1999ء میں بیس سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ اِس کے بعد جماعت کے ساتھ اخلاص اور وفا میں ترقی کرتے چلے گئے۔ جماعت احمدیہ مہدی آباد کے بہت مخلص اور فدائی احمدی نیز امام ابراہیم صاحب کے دست راست تھے۔ جب دہشت گرد مسجد میں داخل ہوئے تو اُنہوں نے امام ابراہیم صاحب کا پوچھنے کے بعد پوچھا کہ نائب امام کون ہے تو آپ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بتایا کہ مَیں ہوں۔ آپ ہمیشہ مسجد میں آنے والے اوّلین افراد میں سے ہوتے۔ بہت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ نماز تہجد کی پابندی کرنے والے تھے۔ مسجد میں اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر آتے اور اُن کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔ حضور انور ایدہ اللہ کو خط لکھنے میں بھی بڑی باقاعدگی تھی۔ سائیکل چلانے کے بہت ماہر اور 2008ء میں خلافت جوبلی کے جلسہ میں برکینا فاسو سے گھانا سائیکلوں پر جانے والے قافلہ میں بھی شامل تھے۔

یہ احمدیت کے چمکتے ستارے ہیں

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! یہ احمدیت کے چمکتے ستارے ہیں۔ اپنے پیچھے ایک نمونہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کی اولادوں اور نسلوں کو بھی اخلاص و وفا میں بڑھائے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ اِن کی شہادتوں سے یہ اِس علاقہ میں احمدیت ختم کر دے گا لیکن پہلے سے بڑھ کر اِنْ شَآءَ اللّٰہ احمدیت یہاں بڑھے اور پنپے گی۔ بابت کفالت خاندان شہداء حسب سابق سیّدنا بلال فنڈ کی مد میں ادائیگی کی یاد دہانی کروانے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اقتباس حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روشنی میں ارشاد فرمایا! پس یہ قربانی کرنے والے تو اِس آزمائش میں پورا اُترے، اب پیچھے رہنے والوں کا بھی اپنے ایمان اور یقین میں بڑھنے کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اپنے ایمان اور یقین میں کامل رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کے مقام کو بلند تر فرماتا چلا جائے۔ ان کی قربانیوں کو وہ پھل پھول لگائے کہ جس کے نتیجہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کو جلد از جلد دنیا میں ہم پھیلتا دیکھنے والے ہوں۔ جہالت دنیا سے ختم ہو اور خدائے واحد کی حقیقی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جائے۔

(مرتبہ: قمر احمد ظفر، نمائندہ الفضل آن لائن لندن)

ابو الکظیم۔ برکینا فاسو

ڈوری مشن کے متعلق بشارت الٰہی

ڈوری مشن کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت ایک خواب کی صورت میں مشن کے آغاز سے کئی سال پہلے مکرم ناصر سدھو صاحب مبلغ سلسلہ کی والدہ محترمہ کو عطا کی گئی۔ اس خواب کا ذکر حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء میں اپنے دوسرے روز کے خطاب میں فرمایا۔ الفضل انٹرنیشنل لندن میں خطاب کے اس حصہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

حضور نے ایک بہت دلچسپ واقعہ کا ذکر فرمایا جو ڈوری سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈوری سوت یا کسی بھی چیز کی بٹی ہوئی رسی کو کہتے ہیں جس سے بعض دفعہ پیائش کے کام بھی لئے جاتے ہیں۔ یہ حیرت انگیز واقعہ ہے کہ ناصر احمد سدھو (برکینا فاسو) کی والدہ نے دس سال قبل ایک عجیب رؤیا دیکھا تھا کہ ناصر احمد سدھو ایک بہت لمبی ڈوری لے کر اپنی والدہ کے پاس آئے ہیں اور حضور کی طرف منسوب کر کے یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ حضور نے دعا کی ہے اُس کے نتیجہ میں ایک بہت بڑا علاقہ فتح ہوا ہے اور یہ ڈوری اُس کے گرد لگانی ہے۔ والدہ رات خواب میں ڈوری بنتی رہیں جس کے نتیجہ میں صبح ان کے بازو میں شدید درد تھا۔ یہ واقعہ گزر گیا۔ اس کے دس سال بعد ہمارے یہ مبلغ برکینا فاسو میں مقرر ہوئے۔ جہاں اُن کی تقرری ہوئی اس جگہ کا نام DORI تھا۔ اچانک ان کو یاد آ گیا کہ یہ تو اتفاقی واقعہ نہیں ہے۔ انہوں نے یقین کیا کہ ہو نہیں سکتا کہ اس علاقے میں غیر معمولی فتوحات نہ ہوں بلکہ ان کو سمیٹنا ہمارے بس میں نہیں رہے گا۔

(خطاب حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء)

اگلے سال 1999ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں ڈوری میں ہونے والے اللہ تعالیٰ کے افضال اور قبول احمدیت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس خواب کا ذکر فرمایا:

میں نے گزشتہ سال ان کی والدہ کی ایک رؤیا بیان کی تھی۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے انہیں ایک ڈوری دی ہے کہ ایک بہت بڑا علاقہ فتح ہوا ہے اس کے گرد لگانی ہے۔ وہ رات رؤیا میں ڈوری بُنتی رہیں۔ صبح اٹھی تو بازوں میں درد تھی کیونکہ رات بھر محنت کرنا پڑی تھی اور وہ لگائی ہوئی ڈوری آج کام کر رہی ہے اور ڈوری ہی کے علاقہ میں یہ معجزہ رونما ہوا ہے۔

یہ سچا مہدی ہے

ڈوری کے علاقہ کے متعلق ناصر سدھو صاحب مبلغ سلسلہ کا بیان کردہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

جب ڈوری کے علاقہ کے ایک گاؤں میں احمدیت کا پیغام دیا گیا تو اکثریت نے قبول کرلیا مگر کچھ لوگ رکے رہے۔ ہماری واپسی کے بعد وہ وہاں قریب کے ایک گاؤں جہاں ایک ستر سالہ بوڑھا ہے جو علم الترب کا ماہر ہے۔ غیب کی خبریں اور پیشگوئیاں کرتا ہے اور لوگ دُور دُور سے گاڑیوں پر اس کے پاس آتے ہیں۔ اس کا نام نوح ہے۔ ان لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کچھ لوگ مہدی علیہ السلام کا پیغام لے کر آئے تھے اور کہتے تھے کہ اس کی بیعت کرو۔ آپ ہمیں بتائیں کہ آیا یہ سچا ہے یا جھوٹا اس نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ یہ لوگ سچے ہیں اور یہ مہدی سچا ہے اور اس کی تمام نشانیاں پوری ہو چکی ہیں۔ یہ لوگ بہر حال غالب آئیں گے مگر ان کو کافی محنت کرنا پڑے گی اور علما کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس پر باقی سب لوگوں نے بھی بیعت کر لی ہے۔

(خطاب حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء)

سال 2000ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ڈوری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وہ علاقہ جسے ہم ڈوری ریجن کہتے ہیں یہاں کے مبلغ کی والدہ نے رؤیا دیکھی تھی کہ وہ ڈوری کات رہی ہیں اور ان کا بیٹا اس کو لے کر سارے علاقہ کا چکر کاٹ رہا ہے اور ایک باڑ چاروں طرف لگا رہا ہے۔ اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کثرت سے احمدیت پھیل رہی ہے۔

خواب کے ذریعہ راہنمائی

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ڈوری ریجن کے ایک گاؤں یا کا کالا (Yakakala) کے امام صاحب نے خواب میں دیکھا کہ کچھ معزز مہمان آئے ہیں۔ ان امام صاحب کا سفر پر جانے کا پروگرام تھا۔ اس خواب کے بعد انہوں نے پروگرام ملتوی کر دیا۔ اسی دن خدا کے فضل سے احمدی مبلغین کا وفد وہاں پہنچ گیا تو وہ امام صاحب اس وفد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ معزز مہمان تو آ گئے ہیں۔ چنانچہ جب تبلیغ ہوئی تو سارے کا سارا گاؤں احمدی ہو گیا۔

سارے شکوک دور ہو گئے

برکینا فاسو کے نارتھ کے علاقہ میں ڈوری ریجن کے ایک دوسرے گاؤں جس کا نام بانکی لاری (Banki Lari) ہے کے امام صاحب جب ہمارے لوکل مبلغ ابو بکر سانغو صاحب سے پہلی بار ملے تو ابو بکر سانغو صاحب نے عربی کتاب ''القول الصریح'' تحفہ کے طور پر پیش کی۔ اس کتاب کو پڑھ کر ان کا ایمان ایسا تازہ ہوا اور سارے شکوک رفع ہو گئے۔ ان کا سارا گاؤں احمدی ہو چکا ہے اور اس علاقہ میں بکثرت احمدیت پھیل رہی ہے۔

مکرم ناصر احمد سدھو مبلغ برکینا فاسو لکھتے ہیں:

ڈوری ریجن میں تاکوکناجی گاؤں نصف احمدی ہے اور نصف نے بیعت نہیں کی تھی۔ امسال رمضان المبارک میں ہمارے احمدی امام نے غیر احمدیوں کی مسجد میں تفسیر کبیر عربی ترجمہ کا درس دینا شروع کر دیا تو لوگوں نے بے حد پسند کیا۔ یہ سلسلہ دو دن تک جاری رہا اور اس کے نتیجہ میں پھر بہت مخالفت شروع ہوئی۔ بڑا امام اپنے چند شریروں کے ساتھ آیا اور درس بند کرنے اور مسجد سے نکلنے کو کہا۔ احمدی امام نے مسجد سے باہر آ کر درختوں کے نیچے درس دینا شروع کر دیا۔ تمام سامعین جمع ہو گئے۔ گاؤں کے چیف نے یہ منظر دیکھا تو خود بھی درس میں شریک ہوا۔ بعد میں اس نے اعلان کیا کہ لگتا ہے ہمارے گاؤں کے برے دن آنے والے ہیں کہ امام مسجد نے مسجد میں قرآن سنانے سے منع کر دیا ہے۔ یہ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ اٹھو اور مسجد چلو۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہیں مسجد سے باہر نہیں نکال سکتا۔ چنانچہ سارا رمضان مسجد میں درس ہوا۔ عید کے دن جب عید کی نماز کے لئے جمع ہوئے تو وہ غیر احمدی امام نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو لوگوں نے ان کو روک دیا کہ نہیں سارا رمضان ہم نے احمدی امام سے قرآن سنا ہے، اس نے ہمیں روشنی بخشی ہے، ہم نور کو چھوڑ کر ظلمت قبول نہیں کریں گے۔ آج سے ہم سب گاؤں والے احمدی ہیں اور ہمارا امام الحاج احمد ہے۔ ہمیں آپ کی امامت کی کوئی ضرورت نہیں۔

(خطاب حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ برطانیہ 2000ء)

خدا کی قسم مسیح موعودؑ سچے ہیں

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ڈوری ریجن کے گاؤں کوریا باغ میں وہابیوں نے جماعت کے خلاف جلسہ کیا۔ اس جلسہ میں جماعت پر جھوٹے الزامات لگانے شروع کئے تو اس جلسہ میں موجود ایک احمدی عالم الحاج ہادی کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہا کہ آپ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر کیوں جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔ آپ اس بھرے مجمع میں اللہ کی قسم کھائیں کہ امام مہدی جن کو ہم مانتے ہیں جھوٹے ہیں۔ اس پر وہ وہابی مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ قسم کھائیں کہ آپ کے امام مہدی جن کو آپ مانتے ہیں وہ سچے ہیں اور خدا کے نبی ہیں۔ اس پر احمدی امام نے بھرے مجمع میں تین مرتبہ قسم کھائی کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچے مامور ہیں اور مہدی موعود ہیں۔ اس پر وہابی مولوی خاموش ہو گئے اور انہوں نے مقابل پر قسم کھانے کی جرأت نہیں کی اور علاقے پر ایک رعب طاری ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کثرت سے بیعتیں شروع ہو گئی ہیں۔

(خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2001ء)

(اس مضمون کی تیاری میں مکرم حافظ عطاء النعیم اور مکرم حافظ منظور احمد مبلغین کرام برکینا فاسو نے مدد فراہم کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء)

محب اللہ۔ مبلغ سلسلہ برکینا فاسو

پہلا ماڈل ویلج پراجیکٹ

مہدی آباد

ڈوری سے 45 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں (تیکنے وانی) ہے جس کی اکثر آبادی نے 1990ء میں بیعت کر لی تھی۔ یہ گاؤں گولڈ مائن (آئی ایم گولڈ) سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔جس جگہ یہ گاؤں واقع تھا اس جگہ پر 2004ء میں سونے کے بڑے ذخائر دریافت ہوئے۔ سال 2004ء میں ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈوری کے علاقے کا دورہ کیا تھا سونے کی دریافت آپ کے دورے کے بعد ہوئی۔

آئی ایم گولڈ نے جب حکومت سے سونا نکالنے کا معاہدہ کیا تو اس گاؤں کو دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے لئے گھر بنا کر دیئے۔اس نئی آبادی کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہدی آباد عطا فرمایا۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انٹرنیشنل ایسوسی ایشن برائے احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز (IAAAE) کو ہدایت فرمائی کہ افریقہ میں لوگوں کے لئے پینے کا صاف پانی اور بجلی مہیا کی جائے تو اس وقت اس گاؤں کا انتخاب کیا گیا۔ ایسوسی ایشن کی ایک ٹیم لندن سے جائزہ لینے کے لئے آئی۔ 2006ء میں اس پراجیکٹ پر کام شروع ہوا۔IAAAE کا کسی بھی ملک میں اس طرز کا پہلا پراجیکٹ تھا۔اس پراجیکٹ کو 4 مراحل میں تقسیم کیا گیا۔

1. پہلے مرحلے میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنا تھا
2. سولر پینل کے ذریعہ ہر گھر میں بجلی پہنچانا
3. غیر موسمی سبزیوں کی کاشت کاری
4. خواتین کے لئے سلائی سنٹر کا قیام

جب اس پراجیکٹ پر کام شروع ہوا تو لندن سے انجینئرز کی ٹیمیں آتی رہیں اور ان کے ساتھ لوکل ٹیمیں کام کرتی رہیں۔

سب سے پہلے مرحلے میں پانی مہیا کیا گیا۔گاؤں میں پہلے سے موجود بور ہول پر سولر پینل کے ذریعہ پمپ لگایا اور 25 میٹر کیوب کی ٹینکی لگائی گئی۔جس کے ساتھ گاؤں میں 6 مختلف جگہوں پر 12 نل لگا کر پانی مہیا کر دیا گیا۔ یہ سارا کام 2008ء تک مکمل ہوگیا۔

بعد ازاں دوسرے مرحلے میں بجلی پر کام شروع ہوا اور سولر پینلز اور بیٹریز لگا کر ہر گھر میں بجلی مہیا کی گئی۔ یہ کام 2010ء میں مکمل ہوا۔

تیسرے مرحلے میں غیر موسمی سبزیاں پیدا کرنے کا مرحلہ تھا۔ اس سلسلہ میں ایک ایکڑ جگہ مختص کر کے باڑ لگائی گئی۔اس کے اندر رسٹینڈ بنا کر پلاسٹک کی چھوٹی ٹینکیاں لگائیں گئیں اور پائپنگ کر کے ہر جگہ پانی مہیا کر دیا گیا اور اس طرح زراعت کا پراجیکٹ شروع ہوا۔

مہدی آباد میں زراعت پراجیکٹ کا آغاز

چوتھے مرحلہ میں عورتوں کے لئے سلائی اسکول کا قیام کیا گیا۔اس کے لئے پہلے سے ایک عمارت بن چکی تھی جس پر بجلی حاصل کرنے کے لئے سولر پینل لگا کر بیٹریاں رکھی گئیں تھیں۔ اسی ہال میں 12 سلائی مشینیں رکھ کر ایک ٹیچر کے ساتھ سلائی اسکول کا آغاز کیا گیا۔مرکز سے سلائی مشینیں اور باقی سامان مہیا کیا گیا۔اس سلائی سنٹر سے بہت سی عورتوں نے فائدہ اٹھایا۔

یہ تمام مراحل 2012ء تک مکمل ہوئے اور اپریل 2012ء میں اس سارے پراجیکٹ کا افتتاح ہوا جس میں ریجن کے گورنر اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی اور جماعت کی مساعی کو بہت سراہا۔

اس سارے عرصہ میں مقامی جماعت نے بہت مدد کی۔ انصار، خدام اور لجنہ اماء اللہ نے مقامی ٹیم کے ساتھ مل کر لندن سے آنے والی ٹیم کی بہت مدد کی اور ان سب میں سر فہرست مکرم الحاج ابراہیم بی دیگا صاحب تھے۔آپ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی فرماتے اور سارا دن وہاں بیٹھے رہتے اور کام کی نگرانی کرتے۔

جب آئی ایم گولڈ نے اپنا کام شروع کیا تو بور ہول میں کچھ کیمیکل آگئے۔جس میں آرسنک بھی تھا۔جس کی وجہ سے بور ہول بند کر دیا گیا اور آئی ایم گولڈ والوں نے گاؤں والوں کو 3 کلومیٹر دور سے پانی مہیا کرنا شروع کر دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر آئی ایم گولڈ کمپنی سے رابطہ کر کے اس معاملہ کو حل کرنے کا کہا گیا۔کیونکہ ان کی وجہ سے پانی قابل استعمال نہیں رہا تھا اور جو پانی انہوں نے مہیا کیا وہ ناکافی تھا۔اس پر انہوں نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور ایک خطیر رقم ادا کی۔ اس سے گاؤں میں پانی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے دوبارہ پانی کی پائپ لائن بچھا کر نئی ٹوٹیاں لگا دی گئیں اور پانی کا مسئلہ حل ہوگیا۔ یہ کام 2021ء میں مکمل ہوا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کر رہا ہے۔

سال 2021ء میں لندن سے مکرم عمر بشیر صاحب نے بہت محنت سے اس کام کی تکمیل کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھا اور مہدی آباد جا کر کئی کئی دن وہاں قیام کر کے کام کی نگرانی کی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

مکرم عمر بشیر صاحب۔مہدی آباد کے دورے پر۔ عقب میں سلائی سنٹر کی عمارت نظر آرہی ہے

سلائی سنٹر۔مہدی آباد۔ برکینا فاسو

مہدی آباد میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی

اے شہیدانِ افریقہ! تم پر سلام

جان کا کر کے سودا چلے باخدا
سوئے جنت براہِ رضا و وفا

جان دے کر رہِ حق میں بتلا گئے
جاں سے بڑھ کر ہے ایمان کا راستہ

ہے یہ باطل گماں موت آئی تمہیں
نام زندہ رہے گا تمہارا سدا

استقامت شجاعت کا پیکر تھے تم
عہدِ اول کا منظر ہے دکھلا دیا

سینچا ہے خون سے باغِ اسلام کو
عہدِ بیعت کو تم نے کیا ہے وفا

رائیگاں جائے گا نَے تمہارا لہو
پھول پھل لائے گا یہ چمن میں سدا

اے شہیدانِ افریقہ! تم پر سلام
رحمتِ باری تم پر ہو یہ ہے دعا

ابو بلال

چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن

احمدیت کے چمکتے ستارے

مہدی آباد کے شہداء

اس سانحہ میں سب سے پہلی شہادت امام الحاج ابراہیم بی دیگا صاحب کی ہوئی جبکہ آخری شہید آگ عمر آگ عبد الرحمٰن صاحب تھے۔ فہرست میں شہید نمبر دو اور نمبر تین جڑواں بھائی ہیں۔ زیادہ تر ناموں میں آگ (AG) کا لفظ آتا ہے۔ یہ تماشق زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ''ابن'' کے ہیں۔

شہداء کی سیرت و سوانح

شہید ہونے والے تمام افراد ہیروں کی مانند تھے۔ سادگی، حسن خلق، ایثار، قربانی، دوسروں کے لئے نیک نمونہ، احمدیت کے فدائی، خلافت کے سچے عاشق اور ایمان میں بے مثال پختگی اور مضبوطی کے حامل راہ حق کے یہ مسافر حقیقتاً عظیم لوگ تھے۔ ذیل میں سب شہداء کا مختصر تعارف پیش ہے۔

(1) الحاج ابرہیم بی دیگا صاحب

(Boureima Bidiga)

آپ جنوری 1955ء میں گل گونٹو، (Goulgountou) برکینا فاسو میں پیدا ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 68 سال تھی۔ آپ تعلیم کے سلسلہ میں سعودی عرب میں بھی مقیم رہے۔ آپ تماشق زبان کے بہت بڑے عالم تھے اور اس زبان میں قرآن مجید کے مفسر بھی۔ آپ نے 1999ء میں بیعت کی۔

ابراہیم بی دیگا صاحب کی شہرت اور مقام

قبول احمدیت سے قبل امام ابراہیم بی دیگا صاحب کئی دیہات کے چیف امام تھے۔ اس زون کے دیگر علما آپ کے پاس آ کر بیٹھنے اور اکتساب علم کرنے کو اپنی شان سمجھتے تھے۔ چنانچہ ہر سال کم از کم ایک دفعہ علاقے بھر کے علما، معلمین اور آئمہ آپ کے پاس آ کر قیام کرتے اور فیض پاتے۔ یہ تعداد پانچ سو تک بھی چلی جاتی اور قیام ایک ہفتہ تک۔ کہا جا سکتا ہے کہ علاقے کے علما اور آئمہ کی سالانہ میٹنگ آپ کے پاس ہوا کرتی تھی۔

ان کے شاگرد بیان کرتے ہیں اُن دنوں میں بھی امام صاحب اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی صداقت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ حق اور صداقت کو ماننے والے تھوڑے ہوتے ہیں۔ جس طرح سینکڑوں کی تعداد میں یہ آئمہ میرے پاس آ کر بیٹھتے اور بظاہر ایک دوسرے کو مسلمان خیال کرتے ہیں لیکن جب صداقت ظاہر ہوگی ماننے والے تھوڑے رہ جائیں گے۔ یہ لوگ میرے پاس سے بھی اٹھ کر چلے جائیں گے۔

قبول احمدیت

جب 1998ء میں ڈوری میں باقاعدہ احمدیہ مشن شروع ہوا تو امام ابراہیم بی دیگا صاحب تک بھی اس پیغام کی بازگشت پہنچی۔ ڈوری کے علاقے میں احمدی مبلغ ناصر احمد سدھو صاحب اور مقامی مبلغ زالے طاہر صاحب تبلیغ کے لئے گئے تھے اس تبلیغی مہم کے دوران ایک مارکیٹ میں الحاج بی دیگا صاحب نے احمدیت کا نام پہلی بار سنا۔ انہیں پتا چلا کہ احمدی وفات مسیح کے قائل اور مسیح او رمہدی کے آنے کی خبر دیتے ہیں۔ چنانچہ ابراہیم بی دیگا صاحب سات افراد کا ایک وفد لے کر تلاش حق کے لئے ڈوری مشن تشریف لائے۔

اس وقت ڈوری کے مبلغ ناصر احمد سدھو صاحب بیان کرتے ہیں:

امام صاحب سات افراد کا وفد لے کر ڈوری مشن میں آئے تو انہوں نے جماعت کے متعلق سوالات شروع کر دیے۔ یہ لوگ تین دن تک مشن میں رہے لیکن اس دوران میں خود سوئے نہ مجھے سونے دیا۔ اس کے بعد یہ واپس چلے گئے اور ایک ہفتہ کے بعد پھر آ گئے اس بار کچھ نئے لوگ بھی اس وفد میں شامل تھے۔ یوں تحقیق کا سلسلہ تین ماہ تک چلتا رہا۔ اس دوران ان لوگوں کے اکثر سوالات کے جوابات دیے جا چکے تھے۔ خاکسار نے حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں ان کے لئے دعا کا خط بھی لکھا۔ پھر ایک دن ابراہیم بی دیگا صاحب چھ افراد کا وفد لے کر آئے اور بیعت کرنے کا کہا۔ میں نے پوچھا کہ باقی کہاں ہیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ سب بھی بیعت کریں گے لیکن میں اب مزید تاخیر کر کے گنہگار نہیں ہونا چاہتا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر کوئی سونے کی تلاش میں ہو اور اسے سونا مل جائے تو کیا وہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔ جس صداقت کی مجھے تلاش تھی میں نے اسے پالیا ہے۔ اس لئے اب مزید انتظار نہیں کر سکتا اور ابھی بیعت کرنی ہے۔

آپ نے بہت تحقیق کے بعد احمدیت قبول کی تھی اور اپنے زون میں پہلا احمدی ہونے کا شرف پایا۔ قبول احمدیت کے بعد آپ جماعت کے لئے ایک نڈر سپاہی اور بے خوف داعی الی اللہ بن کر ابھرے۔ آپ حقیقی معنوں میں ایک فدائی احمدی تھے۔ آپ کی تبلیغ اور کوششوں سے علاقے بھر میں احمدیت کا پیغام پھیل گیا اور کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آپ بڑھ چڑھ کر تمام جماعتی پروگراموں میں حصہ لیتے۔

قبول احمدیت سے قبل ان کے عقائد کے مطابق وہابیوں کے علاوہ باقی سب فرقے کافر تھے۔ ٹی وی دیکھنا، فٹ بال کھیلنا اور دیکھنا، سکول جانا، فوٹو بنوانا اور گھر میں فوٹو لگانا سب حرام تھا۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کے شناختی کارڈ بھی نہیں بنے ہوئے تھے۔ قبول احمدیت کے بعد ان سب کی یکسر کایا پلٹ گئی اور اخلاص و وفا اور اطاعت کے بہترین نمونے بن گئے۔

امام ابراہیم بی دیگا صاحب اور اطاعت

رانا فاروق احمد صاحب سابق مبلغ سلسلہ ڈوری ریجن بیان کرتے ہیں:

برکینا فاسو میں رمضان المبارک اور عیدین کا اعلان سرکاری سطح پر ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی حکومت کے اعلانات کے مطابق عمل کرتی ہے۔ ایک دفعہ برکینا فاسو میں عید الفطر کا اعلان رات بہت دیر کو ہوا۔ چنانچہ ہمیں امیر صاحب کی طرف سے اطلاع آ گئی کہ صبح عید ہو گی۔ لیکن مشکل امر یہ تھا کہ رات گیارہ بجے کے بعد تمام جماعتوں کو اطلاع کیسے کی جائے۔ چنانچہ فون پر اطلاع دینا شروع کی۔ جب امام ابراہیم صاحب کے گاؤں میں اطلاع دی گئی تو ان کے رویہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس فیصلہ سے متفق نہیں ہیں کہ آدھی رات کو کون سا چاند دیکھا جا سکتا ہے۔ چاند کے لیے رؤیت نظری ضروری ہے۔ رات گیارہ بجے کون سا چاند نکل آیا ہے۔ خاکسار کو محسوس ہوا کہ ان کے لئے ماننا مشکل ہو رہا ہے اس لئے اگلے دن صبح عید پڑھنے کے لئے میں اپنی فیملی کے ساتھ ان کے گاؤں چلا گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ سب نے روزے رکھے ہوئے ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ اولی الامر کی اطاعت کرتی ہے۔ حکومت کی طرف سے اعلان ہو گیا ہے اور ہمیں امیر صاحب کی طرف عید منانے کا پیغام مل گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اطاعت نہ کریں۔ اس پر امام ابراہیم صاحب نے فوری گاؤں والوں کو اکٹھا کیا اور روزے کھلوا کر نماز عید ادا کی گئی۔

الحاج ابرہیم بی دیگا صاحب

جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت

امام ابراہیم صاحب کو سال 2000ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کا موقع عطا ہوا۔

خلفاء کرام سے ملاقات پر تاثرات

مکرم ناصر سدھو صاحب بیان کرتے ہیں:

جب امام ابراہیم بی دیگا صاحب 2000ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد باہر نکلے تو کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ کے نور کے متعلق تو ہم سُنتے اور پڑھتے تھے مگر کبھی دیکھا نہیں تھا۔ آج اس کے غلام ابن غلام میں اُس نور کو دیکھا ہے اور روحانی لذت محسوس ہوئی ہے۔

آپ کو 2004ء میں برکینا فاسو میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات عطا ہوا۔ اسی طرح 2008ء میں گھانا میں خلافت جوبلی کے جلسہ میں شرکت کی اور حضور انور سے ملاقات کا شرف پایا۔

جب 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے

ملاقات ہوئی تو پھر وہی بات کہی جو خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے بعد کہی تھی دیکھو! یہ وہی نور ہے اور لذت بھی وہی مگر میں سیر نہ ہو سکا۔ حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم پر ملتے کبھی اپنے بچوں کے جسموں پر ملتے رہے۔

علمی مباحث اور تبلیغ کا جنون

ابراہیم بی دیگا صاحب کو تبلیغ کو جنون تھا۔ قبول احمدیت سے قبل بھی آپ ایک صاحب اثر و رسوخ اور کئی گاؤں کے چیف امام تھے۔ قبول احمدیت کے بعد آپ نے اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کسی اور چیز کی پرواہ ہی نہیں۔ انہوں نے تبلیغ کے واٹس آپ گروپ بنا رکھے تھے جس میں خاص طور پر تماشق لوگوں کے لئے ایک گروپ تھا۔ اس گروپ میں مالی، نائیجر، گھانا، سعودی عرب، لیبیا، تیونس، آئیوری کوسٹ وغیرہ ممالک سے لوگ شامل تھے۔ آپ مسلسل ان کو تبلیغ کرتے۔ دن رات آڈیو پیغامات ریکارڈ کر کے بھجواتے رہتے، دن ہو کہ رات اسی کام میں مصروف رہتے۔ جواب میں مخالفین آپ کو گالیوں کے پیغام بھجواتے۔ قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے۔ لیکن آپ کبھی کسی سے غصہ سے بات کرتے نہ سختی سے جواب دیتے بلکہ قتل کی دھمکیاں دینے والوں سے کہتے کہ کرایہ میں بھیج دیتا ہوں آجائیں اور مجھے قتل کرنے کا شوق پورا کر لیں۔

آپ کہا کرتے کہ جو مبلغین یہ بہانہ کرتے ہیں کہ حالات خراب ہیں اور ہم تبلیغی دورے پر باہر نہیں جا سکتے وہ میڈیا کے ذریعہ تبلیغ کریں اور اگر کسی کے پاس فون میں نیٹ پیکج کرنے کے لئے رقم نہیں ہے تو مجھ سے لے لے۔ سوشل میڈیا گروپ بنائے اور گھر بیٹھ کر تبلیغ کے جہاد میں حصہ لے۔

لوکل مبلغ مایئگا تیجان صاحب بیان کرتے ہیں:

امام ابراہیم صاحب کو قتل کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ اپنی شہادت سے کچھ دن پہلے انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ مجھے قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ یہ لوگ مجھے مار دیں گے۔

حصول علم کے سفر

مکرم الحاج ابرہیم بی دیگا صاحب انتہائی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ ہر وقت علم میں اضافہ کے لئے کوشاں رہتے۔ آپ مکرم محمد شریف عودہ صاحب سے بہت متاثر تھے۔ ایم ٹی اے العربیہ باقاعدگی سے دیکھتے تھے۔ 2015ء میں جب آپ کو علم ہوا کہ مکرم شریف عودہ صاحب بینن کے دورے پر آرہے ہیں تو آپ برکینا فاسو سے اپنے خرچ پر انہیں ملنے بینن چلے گئے اور ان کے دورے کے دوران میں وہاں قیام کر کے ان سے اکتساب علمی کیا۔

مکرم محمد شریف عودہ صاحب کہتے ہیں:

میرے دورہ کے دوران میں امام ابراہیم بی دیگا صاحب میرے ساتھ ساتھ رہے۔ آپ مسلسل آیات قرآنی کی تفسیر، تشریح اور مختلف علمی موضوعات پر بات کرتے رہے۔ سوالات پوچھتے رہے۔

حسن خلق

آپ بہت سادہ طبیعت کے درویش قسم کے آدمی تھے۔ آپ اپنی فیملی اور رشتہ داروں کے ساتھ بہت حسن سلوک سے پیش آتے۔ سب سے ہمدردی کرنا آپ کی عادت تھی۔ دوسروں کی خاطر قربانی کرنا اور جذبہ ایثار دکھانا نمایاں اوصاف تھے۔

آپ کے شاگرد

آپ اپنے علاقے کے بہت معزز فرد تھے اور لوگ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ جب الحاج ابراہیم بی دیگا صاحب کوئی فیصلہ کرتے یا کوئی بات کہتے تو لوگ اس کی لاج رکھتے اور اسے مان لیتے۔ آپ دوسروں کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ ہمیشہ ہنستے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ لوگوں کو ملتے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے بعض دوسرے ہمسایہ ممالک میں امام اور معلم کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ برکینا فاسو میں بطور معلم اور لوکل مشنری کام کر رہے ہیں۔

دوسروں کے لئے نمونہ

امام ابراہیم بی دیگا صاحب نیکی تقویٰ اور مسابقت بالخیر میں دوسروں کے لئے نیک نمونہ تھے۔ جب بھی احباب جماعت کو کوئی تحریک کرتے تو سب سے پہلے خود اس میں حصہ لیتے۔ اگر مالی قربانی کی تحریک ہوتی تو سب سے پہلے اپنا چندہ پیش کرتے۔ اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے کھیتی باڑی کرتے تھے اس سال بھی اپنے کھیت میں فصل کاشت کی ہوئی تھی۔

مہمان نوازی

امام ابراہیم بی دیگا صاحب بہت مہمان نواز تھے۔ مرکز سے جانے والے تمام مہمانوں کو اپنی بساط سے بڑھ کر خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔ مبلغین، معلمین اور تمام مرکزی مہمانوں کو دیکھ کر بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے۔ مہدی آباد پراجیکٹ کے سلسلہ میں نیشنل ہیڈ کوارٹرز اور مرکز سے بہت مہمانوں کو وہاں جانے کا موقع ملا۔ ان سے ملنے والا ہر فرد ان کے حسن خلق اور مہمان نوازی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔

جماعتی کاموں میں شرکت

آپ کبھی جماعتی کاموں جلسہ جات، اجتماعات اور دیگر سرگرمیوں سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ پانچوں نمازوں کی ادائیگی مسجد میں کرتے۔ نماز تہجد کے پابند تھے۔ اگر آپ کسی جماعتی سرگرمی میں موجود نہ ہوتے تو اس کا مطلب تھا کہ یا تو بیمار ہیں یا سفر پر گئے ہوئے ہیں۔ جماعتی کاموں میں شرکت کے لئے کبھی اخراجات کی پرواہ نہ کرتے۔

شادی اور اولاد

آپ نے دو شادیاں کی جن میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو گیارہ بچے عطا کئے۔

(2) الحسن آ گمالی ائیل

AG Maliel Alhassane

آپ 1952ء میں فالا گونتو (Falagountou) گاؤں میں پیدا ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 71 سال تھی۔ پیشہ کے لحاظ سے کسان

الحسن آ گمالی ائیل صاحب

تھے۔ آپ کو 1999ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ آپ گاؤں کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور امام ابراہیم صاحب کے ساتھ مل کر ڈوری مشن میں جانے والے تحقیقاتی وفد میں بھی شامل تھے۔ جب سے آپ نے بیعت کی تھی اخلاص و وفا میں ترقی کرتے چلے گئے۔ آپ خلافت کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار اور چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ آپ نے اپنی فیملی کے لئے اپنے پیچھے ایک نیک نمونہ قائم کیا۔ مجموعی طور پر آپ نے جماعت کے لئے جان، مال اور وقت کی جو قربانی کی وہ غیر معمولی ہے۔

آپ برکینا فاسو کی چار پانچ زبانیں بولتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا حلقہ احباب پورے ملک کی جماعتوں میں تھا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسرے ریجنز سے آنے والوں کے ساتھ ان کی زبان جاننے کی وجہ سے بہت گھل مل کر رہتے۔ لوگ آپ کو پسند کرتے اور ان کی محفل میں بیٹھ کر محظوظ ہوتے۔ جب بھی جماعت کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی اس میں آگے بڑھ کر حصہ لیتے۔ گزشتہ سال جماعت کی طرف سے وقف عارضی کرنے کی تحریک ہوئی تو مہدی آباد جماعت میں سے سب سے پہلے آپ نے اپنا نام لکھوایا۔

سفر کی صعوبت اور سیکورٹی حالات مخدوش ہونے کے باوجود آپ دسمبر 2022ء کے آخر میں ہونے والے برکینا فاسو کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ سانحہ مہدی آباد میں آپ کے جڑواں بھائی مکرم حسین آ گمالی ائیل صاحب کی بھی شہادت ہوئی ہے۔

آپ نے ایک بیوہ، 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) حسین آ گمالی ائیل

AG Maliel Ousseni

آپ 1952ء میں پیدا ہوئے شہادت کے وقت آپ کی عمر 71 سال تھی۔ آپ نے 1999ء میں بیعت کرنے کی توفیق پائی۔ آپ اپنے گاؤں کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور الحاج ابراہیم صاحب کے ساتھ ڈوری مشن میں جا کر تحقیق کرنے والے گروپ میں بھی شامل تھے۔

آپ اس وقت مہدی آباد میں بطور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق

حسین آ گمالی ائیل صاحب

پا رہے تھے۔آپ تمام انصار بھائیوں کو بہت اچھے طریق سے منظم کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کو جماعتی پروگراموں اور سرگرمیوں میں متحرک رکھتے اور تربیت کے متعدد پروگرام منعقد کرواتے رہتے۔مسجد کی صفائی اور دیگر مقامات پر وقارِعمل کرواتے۔ آپ کی عادت تھی کہ رمضان المبارک میں اپنے گھر میں اجتماعی افطار کا انتظام کرتے اور احباب جماعت کو اس میں مدعو کرتے۔ آپ چندہ جات میں باقاعدہ اور پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے کی بہت پابندی کرتے اور نماز تہجد ادا کرنے میں باقاعدہ تھے۔

آپ کی شادی قریبی جماعت بلارے (Belare) میں ہوئی تھی۔ اپنے سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ بہت حسن سلوک کا معاملہ کرتے۔ان کی ضروریات کا خیال رکھنے والے تھے۔بلارے کے تمام احباب کے ساتھ آپ کا بہت اچھا تعلق تھا۔

سانحہ مہدی آباد میں آپ کے جڑواں بھائی مکرم الحسن آ گمالی ائیل صاحب کی بھی شہادت ہوئی ہے۔

انہوں نے ایک بیوہ اور 3 بیٹے اور 1 بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) حمیدو آگ عبد الرحمٰن

AG Abdouramane Hamidou

آپ 1956ء میں گل گوتو، (Goulgountou) میں پیدا

حمیدو آگ عبد الرحمٰن صاحب

ہوئے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر 67 سال تھی۔ پیشہ کے لحاظ سے کسان تھے۔آپ نے 1999ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ دل کے بہت صاف اور بہت حلیم طبع تھے۔ ہمیشہ جماعتی پروگراموں اور سرگرمیوں میں حصہ لینے والوں میں صف اول میں شمار ہوتے تھے۔ اگر آپ کسی پروگرام سے غیر حاضر ہوتے تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یقیناً کوئی بہت اشد مجبوری یا بیماری ہوگی ورنہ آپ غیر حاضر نہیں ہوتے تھے۔ آپ کا گھر مسجد کے بالکل پاس ہے۔ ہر نماز کے وقت آپ مسجد میں موجود ہوتے۔ آپ امام ابراہیم صاحب کے مددگار ساتھیوں میں سے تھے۔

جماعت کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق رکھتے تھے، اپنی فیملی کو بھی نظام جماعت کے ساتھ جڑے رہنے اور جماعتی پروگراموں میں شرکت کی تلقین کرتے رہتے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ آپ کا بہت سارا وقت مسجد میں گزرتا۔ ایم ٹی اے پر پروگرام دیکھتے رہتے، خاص طور پر خطبہ جمعہ بہت باقاعدگی اور توجہ سے سنتے۔

انہوں نے ایک بیوہ اور 1 بیٹا اور 3 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) صُلَح آگ ابراہیم

AG Ibrahim Souley

آپ 1956ء میں گل گوتو، (Goulgountou) میں پیدا ہوئے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر 67سال تھی۔ پیشہ کے اعتبار سے کسان تھے۔ آپ نماز با جماعت کے بہت پابند اور باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرنے والے تھے۔آپ مجلس انصار اللہ کے بہت متحرک کارکن اور جماعت کے بہت مخلص فرد تھے۔

آپ امام ابراہیم بی دیگا صاحب کے دست راست اور مددگار تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب علم تھے۔ مذہبی اور علمی گفتگو کرنا آپ کی عادت تھی۔ جب بھی انصار اور ممبران جماعت میں علمی گفتگو ہو رہی ہوتی آپ ایسی محفل میں پائے جاتے۔

آپ بہت حلیم اور شریف طبیعت کے مالک تھے۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ حسن سلوک کرنا آپ کی اوصاف میں تھا۔جلسہ سالانہ یا کسی اجتماع

صُلَح آگ ابراہیم صاحب

عثمان آگ سُودے صاحب

پر جاتے ہوئے اگر دیکھتے کہ کسی کے پاس کرایہ کی رقم نہیں ہے یا کم ہے تو اپنی طرف سے اس کی مدد کر دیتے تا کہ وہ بھی شامل ہو جائے۔

آپ جماعت کے پروگراموں میں بہت کوشش کر کے شامل ہوتے کوشش ہوتی کہ کسی جماعتی پروگرام سے غیر حاضر نہ ہوں۔ ان دنوں ڈوری کے علاقے سے نکل کر سفر کرنا بہت ہمت کا کام ہے، آپ باوجود تمام ترخطرات کے مہدی آباد سے دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہونے والے جلسہ سالانہ برکینا فاسو میں شامل ہوئے۔

(6) عثمان آگ سُودے

AG Soudeye Ousmane

آپ 1964ء میں گل گوتوں، (Goulgouton) میں پیدا ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 59سال تھی۔ آپ ایک مخلص اور جاں نثار احمدی تھے۔ جماعت کے لئے مال اور وقت کی قربانی کرنے والے تھے اور آخر پر اللہ تعالیٰ نے جان کی قربانی کی توفیق بھی عطا فرمادی۔مہدی آباد کی مسجد کی تعمیر کے وقت پانی لے کر آتے اور تعمیر کے کام میں مسلسل تعاون کرتے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔آپ نمازوں کے بہت پابند اور چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔آپ کی عادت تھی کہ جب بھی کام پر جاتے اور جو کچھ کما کر لاتے اس میں سے چندہ کی رقم پہلے ادا کرتے اور پھر باقی رقم گھر لے کر جاتے۔

آپ صاحب علم تھے اور امام ابراہیم صاحب کے ساتھ مل کر علمی مباحثوں میں حصہ لیتے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرتے۔ کبھی غصہ نہ کرتے اور کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے۔

پیشہ کے اعتبار سے آپ ایک تاجر تھے اور جوتے فروخت کرنے کا کاروبار کرتے تھے۔ گاؤں میں جس مرد عورت بچے بوڑھے کو جوتا خریدنے کی ضرورت ہوتی آپ کے پاس چلا جاتا۔ کسی کے پاس اگر جوتا خریدنے کی استطاعت نہیں ہے یا رقم کم ہے تو بھی اسے خالی ہاتھ نہ جانے

آگ علی آگ ماگوئیل صاحب

دیتے۔کسی کو ننگے پاؤں واپس نہ جانے دیتے۔اگر رقم نہیں ہے یا کم ہے تو کہتے کوئی بات نہیں بعد میں جب ہو گی دے دینا۔گاؤں کے لوگ اپنی ضروریات کے لئے بلا تردد آپ کے پاس چلے جاتے اور آپ ان کی ضروریات پوری بھی کر دیتے۔

انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ چھوڑی ہے جبکہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

(7) آگ علی آگ ماگوئیل

AG Maguel Ag Ali

آپ 1970ء میں بلارے (Bellare) میں پیدا ہوئے۔آپ کو 1999ء میں اپنے والد صاحب کے ساتھ احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔آپ پیشے کے اعتبار سے کسان تھے۔آپ جماعت احمدیہ بےلارے (Belare) کے مؤذن تھے۔جب کچھ عرصہ قبل دہشت گردی کی وجہ سے آپ کو اپنے گاؤں سے نقل مکانی کرنا پڑی تو آپ نے مہدی آباد میں سکونت اختیار کر لی۔بہت مخلص احمدی تھے، نمازوں اور چندہ جات میں باقاعدہ تھے اور جماعت کی تمام سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔آپ نے دو شادیاں کیں جن میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نو (9) بچے عطا کئے۔ایک بیٹی آپ کی شہادت سے ایک ہفتہ پہلے پیدا ہوئی۔اپنی شہادت سے ایک دن قبل آپ نے اس نومولود کا عقیقہ کیا۔

آپ کے بھتیجے یاتارا سلیمان (Yattara Souleman) نے ان کے ہاں پرورش پائی۔انہوں نے اپنے بھتیجے کو پڑھایا اور گھانا مبلغ بننے کے لئے بھجوایا۔آپ آج کل ڈوری کے علاقے گورم گورم میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں:

میں بچپن سے ہی اپنے چچا آگ علی آگ ماگوئیل AG Maguel Agali کے پاس رہا اور ان کے ہاں پرورش پائی۔خاندان کے باقی افراد کی نسبت آپ کی شخصیت منفرد تھی اور میں آپ کو آپ کی خوبیوں کی وجہ سے بہت پسند کرتا تھا۔دوسروں کا خیال رکھنا اور مدد کرنا آپ کی عادت تھی۔

انہوں نے 2 بیوہ اور 9 بیٹے اور بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

موسیٰ آگ ادراہی صاحب

(8) موسیٰ آگ ادراہی

AG Idrahi Moussa

آپ 1970ء میں دومو (Domom) برکینا فاسو میں پیدا ہوئے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر 53 سال تھی۔آپ کھیتی باڑی کر کے اپنا اور اپنی فیملی کا پیٹ پالتے تھے۔جماعت کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔احمدی ہونے سے قبل وہابیہ فرقہ کے بہت سرگرم رکن تھے۔آپ والدین کی خدمت کی خاطر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں فروخت کر کے والدین کی ضروریات پوری کرتے۔آپ نے کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔آپ نمازوں کی بہت پابندی کرنے والے اور تہجد باقاعدگی سے ادا کرنے والے تھے۔آپ مغرب کی نماز پر مسجد میں آتے تو عشاء کی نماز پڑھ کر ہی واپس گھر جاتے۔مغرب اور عشاء کا وقت مسجد میں گزارتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔آپ کے متعلق ہر کوئی گواہی دیتا ہے کہ آپ ایک حقیقی مومن اور ایک مخلص فدائی احمدی ہونے کا عملی نمونہ تھے۔جب بھی کسی جماعتی کام کے لئے آپ کو بلایا جاتا، حاضر ہو جاتے۔آپ حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتے۔حضور انور کے لئے باقاعدہ دعا کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

انہوں نے ایک بیوہ اور 4 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(9) آگ عمر آگ عبد الرحمٰن

Ag oumar AG Abdramane

آپ 1979ء میں گل گونتوں (Goulgouton)، برکینا فاسو میں پیدا ہوئے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر چوالیس سال تھی۔تمام شہداء میں یہ سب سے کم عمر تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو 1999ء میں بیس سال کی عمر میں عین جوانی میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔بیعت کے بعد آپ جماعت کے ساتھ تعلق اور وفا میں ترقی کرتے چلے گئے۔آپ مہدی آباد جماعت کے بہت مخلص اور فدائی ممبر تھے۔آپ امام ابراہیم صاحب کے دست راست کے طور پر تھے اور مہدی آباد کے نائب امام

آگ عمر آگ عبد الرحمٰن صاحب

الصلوٰۃ بھی۔جب دہشت گرد مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے امام ابراہیم صاحب کا پوچھنے کے بعد پوچھا کہ نائب امام کون ہے؟ تو انہوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بتایا کہ میں ہوں۔

آپ ہمیشہ مسجد میں آنے والے اولین افراد میں سے ہوتے اور بہت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔نماز تہجد کی پابندی کرنے والے تھے۔آپ مسجد میں اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر آتے اور ان کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باقاعدگی سے دعائیہ خطوط لکھتے اور چندہ جات کی ادائیگی میں پابندی کرنے والے تھے۔روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن مجید کرتے اور تمام جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے۔

آپ سائیکل چلانے کے بہت ماہر تھے۔پورے علاقے میں آپ سائیکل پر لمبے سفر کرنے کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے۔آپ چار دفعہ ڈوری سے 265 کلومیٹرز کا فاصلہ طے کر کے واگادوگو میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شامل ہوئے۔آپ کو 2008ء میں خلافت جوبلی کے جلسہ پر برکینا فاسو سے گھانا سائیکلوں پر جانے والے قافلے میں بھی شامل ہونے کی سعادت ملی۔

آپ اجتماعات میں ورزشی مقابلوں میں حصہ لیتے اور انعامات بھی جیتتے۔چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔

آگ عمر آگ عبد الرحمٰن صاحب (Ag oumar AG Abdramane) کو سب سے آخر پر شہید کیا گیا۔جب آٹھ افراد کو شہید کیا جا چکا تو آخر پر آگ عمر آگ عبد الرحمٰن صاحب رہ گئے۔آپ عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹے تھے۔دہشت گردوں نے ان سے پوچھا کہ تم جوان ہو۔احمدیت سے انکار کر کے اپنی جان بچا سکتے ہو۔تو انہوں نے شجاعت سے ہمیشہ باقی رہنے والا جواب دیا کہ جس راہ پر چل کر میرے بزرگوں نے قربانی دی ہے۔میں بھی اپنے امام اور بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ایمان کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔اس پر آپ کو بہت بے دردی سے چہرے پر گولیاں مار کر شہید کیا گیا۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور 5 بچے چھوڑے ہیں۔

ظفر اقبال احمد ساہی۔ مبلغ سلسلہ سینیگال

ارضِ بلال کے شہداء

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ

خلافت خامسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو پاکستان میں بھی اور بیرون پاکستان میں بھی کثرت سے شہادتیں پیش کرنے کی توفیق عطا ہوئی جیسے بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور اب افریقہ میں بھی اجتماعی شہادتیں پیش کرنے کا یہ پہلا واقعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر خاکسار 1996ء میں برکینا فاسو پہنچا اور 2006ء تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمت کی توفیق پائی۔ برکینا فاسو کا سنٹرل مشن کرایہ کا تھا اور ٹین کی چھت تھی اور مشن محلہ کمسو نگیں میں واقع تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد ہی جماعت کو بہت بڑی جگہ عطا ہوئی اور مسجد مشن ہاؤس اور ہسپتال بنا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی تقرری غانا روڈ پر واقع شہر کوپیلا میں فرمائی جو کہ سو فیصد عیسائیوں کا شہر تھا وہاں اب جماعت کی مسجد اور مشن ہاؤس ہے۔

اسی طرح تنکو دوگو اور وایوگیا ریجنز میں مشن ہاؤسز قائم کرنے کی توفیق ملی اور بعد ازاں کایا ریجن میں جو کہ ڈوری کا ہمسایہ ریجن ہے وہاں مشن ہاؤس قائم کرنے کی توفیق ملی اور اس طرح ان سب شہداء سے تعلق اور میل جول پیدا ہوا اور یہ سب جب بھی میٹنگ اور اجتماع یا جلسہ پر آتے تو راستہ میں خاکسار کے پاس قیام کرتے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان شہداء نے ایسی تاریخ رقم کی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ کی ترقی کے لیے کھاد اور رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی اور یقیناً یہ ایک خوش قسمتی ہے جو ہمارے حصہ میں آئی۔

یہ اپریل 1997ء کی بات ہے کہ ڈوری کے علاقہ کے قریب کایا روڈ پر مسیح پاک کی آمد کی منادی گاؤں گاؤں کر رہا تھا تو ایک گاؤں کے لوگوں نے انکار کیا اور مجھے رات گاؤں سے باہر ایک اسکول میں گزارنا پڑی بیگ سر کے نیچے رکھا اور موٹر سائیکل سائیڈ پر کھڑی کی اور سو گیا اور کوئی چیز خاکسار کے پیٹ کے اوپر سے رینگتی ہوئی گزری اور مجھے آج تک علم نہیں کہ وہ کیا تھا۔

یہ صحارا ڈیزرٹ ہے یہاں کے لوگ محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عاشق ہیں اسی طرح جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عاشق صادق مسیح موعود ومہدی موعودؑ کو قبول کیا تو عشق کی ایک عظیم الشان تاریخ رقم کر دی۔ امام مکرم ابراہیم بی دیگا صاحب سے خاکسار کا بہت ہی پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ ابراہیم بی دیگا صاحب نے 1998ء میں احمدیت قبول کی اور 1999ء میں جلسہ سالانہ لندن میں خاکسار کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے گئے۔مشہور ہے کہ انسان کا پتہ یا لین دین کرنے سے یا ساتھ سفر کرنے سے چلتا ہے۔سب سے قابل ذکر اور پہلی بات کہ سفر میں نمازوں کی پابندی کرتے اور باقاعدگی سے نماز تہجد کی ادائیگی بھی کرتے رہ۔ گھانا میں ہوٹل میں قیام تھا تو ان کی توجہ کہیں سیر وغیرہ کی طرف نہیں تھی بلکہ صرف عبادت کی طرف تھی اور یہ کہ ہم ایک نیک مقصد کے لیے سفر کر رہے ہیں اور بس آج یہ سوچ کر فخر محسوس ہوتا ہے کہ یہ عظیم لوگ تھے جن کے ساتھ ہم نے وقت گزارا۔

جب حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کر کے باہر نکلے تو بے ساختہ کہا کہ نور ہی نور تھا اور بے حد شکر کے جذبات میں نے ان میں محسوس کیے۔ لندن جا کر بھی ان کی توجہ عبادت کی طرف تھی۔ تہجد میں باقاعدگی اور خلیفہ وقت کی اقتداء میں نمازوں کا شوق۔ آپ بے حد ذہین اور بہت پر حکمت بات کرنے والے تھے۔ اسی طرح جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد بھی ایسے ہی جذبات تھے۔ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور کا ذکر تو ہم پڑھتے تھے مگر دیکھا کبھی نہیں تھا اب ہم نے وہ نور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء میں دیکھا اور اس لذت کو محسوس کیا ہے۔ ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ ہوتی بہت خندہ پیشانی سے ملتے۔

خاکسار کا سنٹر رستہ میں ہونے کی وجہ سے ہمیشہ جب بھی کیپٹل آتے میٹنگ یا اجتماع یا جلسہ پر آتے تو رات قیام کرتے یا رک کر آرام کر کے جاتے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے آپ کے گھر کا کھانا بہت مذیدار ہوتا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ یہ مسیح موعودؑ کا لنگر ہے۔ تو اصل تو وہ برکت ہے تو بہت ہی شکر کے جذبات تھے جب ان کو پتہ چلتا کہ کوئی احمدیت میں داخل ہوا ہے تو ان کی خوشی دیدنی ہوتی تھی چہرہ کِھل اٹھتا تھا اور شکر کے کلمات سے لبریز ہوتے تھے۔ ایک سچے اور کھرے انسان تھے۔ اسی سچائی کی وجہ سے آپ بہادر بھی تھے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں تھا اور شان احمدیت ان میں نظر آتی تھی اور جام شہادت نوش کر لیا لیکن شان احمدیت قائم رکھی اور خدا کے حضور عاجزی اور دشمن کے سامنے بہادری کی وہ مثال قائم کی جس سے اہل افریقہ کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے۔

مکرم عثمان بن سودئی شہید سے پہلی دفعہ 1998ء میں ملاقات ہوئی جب یہ خدام الاحمدیہ اجتماع پر سائیکل پر تشریف لائے آپ بہت جفاکش اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ اس اجتماع کے دوران میں نے ان کو بے حد فرماں بردار پایا۔

مکرم اگوما ابن عبدالرحمان یہ نوجوان بھی بہت سادہ اور جفاکش تھے۔ اجتماع خدام الاحمدیہ میں اور جلسہ پر ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ جلسہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے محنت اور مزدوری سے نہیں گھبراتے تھے۔ مربیان کی بہت عزت کرتے تھے۔

مکرم حسینی ابن مالل شہید ایک خاموش طبیعت انسان تھے۔ خاکسار نے ان کو ہمیشہ امام ابراہیم بی دیگا صاحب کے ساتھ ہی دیکھا۔ یہ بھی امام ابراہیم کی طرح نمازوں کے پابند اور تہجد باقاعدگی سے ادا کرنے والے تھے۔ بہت صاف دل اور صاف گو انسان تھے۔

الحسن ابن مالل شہید ان سے جلسہ اجتماع اور میٹنگز میں ملاقات ہوتی۔ بہت ہی صائب الرائے تھے، بہت سنجیدہ اور سچے انسان تھے۔

مکرم حمید و ابن عبدالرحمان شہید ان کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ ہمیشہ اطاعت میں سبقت لے جاتے۔ جماعت سے بے حد پیار کرنے والے تھے سب شہداء اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور خاکسار اپنے آپ کو خوش قسمت شمار کرتا ہے کہ ان پیارے وجودوں کے ساتھ رہنے اور ملنے کے مواقع نصیب ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلك

برکینا فاسو میں گزرے ہوئے دس سال برکینا کے لوگوں کی محبت میرا سرمایۂ حیات ہے۔ برکینا میں بیتیں ہوئیں اور لوگوں نے کھلے دل سے احمدیت کو قبول بھی کیا۔ لیکن حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے بعد ایمانوں میں جو تقویت اور مضبوطی آئی اس کو ہر احمدی نے حضور کے دورہ کے بعد محسوس بھی کیا اور اس کا برملا اظہار بھی کیا اور خاکسار بھی اس کا شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کی قربانیوں کو قبول کرے اور ہم سب کو ہمیشہ خلافت احمدیہ کا سلطان نصیر بنائے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

خطبہ جمعہ کیا تھا شہیدوں کی شہادت کی داستان جو کئی دنوں سے سُن رہی تھی لیکن کل جب پیارے حضور نے اس المناک واقعہ کی تفصیل سنائی یقین کریں ایک پل بھی آنسو نہیں رُکے۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا سب میرے سامنے ہیں دل دہل کر رہ گیا اور اُن شہیدوں کی شہادت کو اُن کی بہادری کو دل کی گہرائی سے سلام پیش کیا اور اُن کی شہادت پر فخر محسوس ہوا کیا ہماری جماعت بھی کیا جماعت ہے؟ خدا کے فضلوں سے ایسے ہیرے اور جوان پیدا کرتی جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارے بہادر جوان ہیں جو اپنے خون سے تاریخ رقم کر جاتے ہیں۔ ناز ہے اُن سب شہیدوں پر۔ اللہ پاک سے اُن سب شہیدوں کے لئے اور اُن کی فیملیز کے لئے میرے دل سے دعائیں ہیں۔ اُن شہیدوں کے لئے اللہ پاک جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن بہادروں کی فیملیز کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

20/ جنوری کے اخبار میں محترم محمد افضل قمر صاحب کے مضمون نے بہت رلایا۔ اُن کے جوان بیٹے چھوٹی چھوٹی بچیوں کے باپ کی وفات، جوان بیوی کی بیوگی، ماں باپ کا جوان بیٹا، بہنوں کا بھائی۔ اس غم نے مجھے بہت دُکھی کیا۔ اُن کی ساری فیملی کے لئے دل سے دعا کرتی ہوں اللہ اُن کے اس عظیم غم کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ خود اُن سب کا سہارا بن جائے اور جانے والے کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ یہ سب اللہ کی امانت تھے اللہ کے پاس چلے گئے۔

یقیناً ہم سب نے اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً

کتاب الحیض

قسط 16

سوال: اللہ تعالیٰ کا عورتوں کے ایام کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ ھُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ۔۔۔ اِلٰی قَوْلِہٖ۔۔۔ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ:223) اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حیض کا، کہہ دے وہ گندگی ہے۔سو تم عورتوں سے حیض کی حالت میں الگ رہو اور نزدیک نہ ہو ان کے جب تک پاک نہ ہو جائیں۔یعنی ایام حیض میں مباشرت نہ کرو۔

سوال: مقام جماع کون سا ہے؟

جواب: پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو جاؤان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے بیشک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو۔یعنی حصول اولاد کا مقام۔

سوال: حیض کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

جواب: نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

سوال: کیا حائضہ عورت ارکان حج ادا کرسکتی ہے؟

جواب: عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے۔ جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی اور اس رنج میں رونے لگی کہ رسول اللہؐ تشریف لائے، آپؐ نے پوچھا تمہیں کیا ہوگیا۔کیا حائضہ ہوگئی ہو۔ میں نے کہا، ہاں!۔آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔اس لیے تم بھی حج کے افعال پورے کرلو۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

سوال: کیا حضورؐ نے کبھی اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی؟

جواب: عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

سوال: کیا حائضہ کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا اور اس میں کنگھا کرنا جائز ہے؟

جواب: عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہؐ اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے۔آپ اپنا سر مبارک قریب کر دیتے اور میں اپنے حجرہ ہی سے آپؐ کا سر مبارک دھو دیتی، کنگھا کر دیتی، حالانکہ حائضہ ہوتی تھی۔

سوال: مرد کا اپنی حائضہ بیوی کی گود میں قرآن پڑھنا جائز ہے؟

جواب: عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریمؐ میری گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھتے، حالانکہ میں اس وقت حیض والی ہوتی تھی۔

سوال: کیا نفاس بھی حیض ہی ہے؟

جواب: ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریمؐ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی، اتنے میں مجھے حیض آ گیا۔ اس لیے میں آہستہ سے باہر نکل آئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے۔

نبی کریمؐ نے پوچھا کیا تمہیں نفاس آ گیا ہے؟

میں نے عرض کیا ہاں۔ پھر مجھے آپؐ نے بلا لیا اور میں چادر میں آپؐ کے ساتھ لیٹ گئی۔

سوال: کیا حائضہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا جائز ہے؟

جواب: حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ نے فرمایا: ہم ازواج میں سے کوئی جب حائضہ ہوتی، اس حالت میں رسول اللہؐ اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپؐ ازار باندھنے کا حکم دے دیتے، باوجود حیض کی زیادتی کے۔ پھر بدن سے بدن ملاتے، آپ نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریمؐ کی طرح اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو۔

سوال: وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر حضورؐ نے عورتوں کو زیادہ صدقہ کرنے کا حکم دیا؟

جواب: رسول اللہؐ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟

آپؐ نے فرمایا کہ تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقلمند اور تجربہ کار آدمی کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا۔

عورتوں نے عرض کی کہ ہمارے دین اور ہماری عقل میں نقصان کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں ہے؟

انہوں نے کہا، جی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: بس یہی اس کی عقل کا نقصان ہے۔

پھر آپؐ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟

عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

سوال: استحاضہ کیا ہے؟

جواب: فاطمہ ابی حبیشؓ کی بیٹی نے رسول اللہؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں تو پاک ہی نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز بالکل چھوڑ دوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں اس لیے جب حیض کے مقررہ دن آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب اندازہ کے مطابق وہ دن گزر جائیں، تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

سوال: حیض کا خون کس طرح صاف کیا جائے؟

جواب: ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ایک ایسی عورت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس کے کپڑے پر حیض کا خون لگ گیا ہو؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو چاہیے کہ اسے رگڑ ڈالے، اس کے بعد اسے پانی سے دھوئے، پھر اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

سوال: استحاضہ عورت کے لیے اعتکاف کیا حکم ہے؟

جواب: عائشہؓ نے فرمایا: نبی کریمؐ کے ساتھ آپ کی بعض ازواج نے اعتکاف کیا، حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں اور انہیں خون آتا تھا۔ اس لیے خون کی وجہ سے طشت اکثر اپنے نیچے رکھ لیتیں۔

سوال: کیا عورت اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اسے حیض آیا ہو؟

جواب: عائشہؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس صرف ایک کپڑا ہوتا تھا، جسے ہم حیض کے وقت پہنتے تھے۔ جب اس میں خون لگ جاتا تو اس پر تھوک ڈال لیتے اور پھر اسے ناخنوں سے مسل دیتے۔

سوال: عورتوں کو کسی فوت شدہ اور اپنے شوہر کی وفات پر کتنے دن سوگ کی اجازت ہے؟

جواب: ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہمیں کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ لیکن شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن کے سوگ کا حکم تھا۔ ان دنوں میں ہم نہ سرمہ لگاتیں نہ خوشبو اور عصب یمن کی بنی ہوئی ایک چادر جو رنگین بھی ہوتی تھی کے علاوہ کوئی رنگین کپڑا ہم استعمال نہیں کرتی تھیں۔

سوال: کیا عورت حیض کے غسل میں خوشبو استعال کرے؟

جواب: ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ ہمیں حیض کے غسل کے بعد کست اظفار (یعنی خوشبو) استعمال کرنے کی اجازت تھی اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے سے منع کیا جاتا تھا۔

سوال: حائضہ عورت غسل کیسے کرے؟

جواب: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں؟

آپؐ نے فرمایا کہ ایک مشک میں بسا ہوا کپڑا لے اور پاکی حاصل کر، یہ آپؐ نے تین دفعہ فرمایا۔ پھر نبی کریمؐ شرمائے اور آپؐ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا، یا فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کر۔

پھر میں نے انہیں پکڑ کر کھینچ لیا اور نبی کریمؐ جو بات کہنی چاہتے تھے وہ میں نے اسے سمجھائی۔

سوال: عورت جس نے حج کے ساتھ عمرہ کی نیت کی پھر تکمیل سے پہلے حائضہ ہوگئی؟

جواب: حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ہم ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی نکلے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کا دل چاہے تو اسے عمرہ کا احرام باندھ لینا چاہیے۔ کیونکہ اگر میں ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ نہ لاتا تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا۔ اس پر بعض صحابہ نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا۔ میں بھی ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مگر عرفہ کا دن آ گیا اور میں حیض کی حالت میں تھی۔ میں نے نبی کریمؐ سے اس کے متعلق شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ عمرہ چھوڑ اور اپنا سر کھول اور کنگھا کر اور حج کا احرام باندھ لے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب حصبہ کی رات آئی تو رسول اللہؐ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا۔ میں تنعیم میں گئی اور وہاں سے اپنے عمرہ کے بدلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھا۔

سوال: مخلقة وغیر مخلقة سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؐ نے فرمایا کہ رحم مادر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اے رب! اب یہ نطفۃ ہے، اے رب! اب یہ علقۃ ہوگیا ہے، اے رب! اب یہ ''مضغۃ'' ہوگیا ہے۔

پھر جب اللہ چاہتا ہے کہ اس کی خلقت پوری کرے تو کہتا ہے کہ مذکر یا مؤنث، بدبخت ہے یا نیک بخت، روزی کتنی مقدر ہے اور

بقیہ صفحہ 16 پر

سید انور احمد شاہ۔ برکینا فاسو

ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط 4

12۔ لیگ آف نیشنز اور اقوام متحدہ کا وجود

جنگ عظیم کے شروع یعنی ابتدائے 1915ء میں امریکہ میں ایک لیگ معرض وجود میں لائی گئی۔اس نے مطالبہ کیا کہ حکومتیں جنگ نہ کریں بلکہ جب کسی کا جھگڑا ہو تو آپس میں ملکر فیصلہ کرلیا کریں۔انہوں نے مختلف انجمنیں بنا کر ہر جگہ لیکچر شروع کر دیئے۔1918ء کی ابتدا میں امریکہ کے پریذیڈنٹ ولسن نے چودہ اصول شائع کئے جن کے ذریعے سے ان کے خیال کے مطابق دنیا کی جنگوں کا خاتمہ ہو جانا چاہئے اس طرح 28/ اپریل 1919ء کو لیگ آف نیشنز کی بنیاد جینیوا میں رکھی گئی۔اس میں یہ بنیادی اصل تھا کہ فوجیں زیادہ نہ رکھی جائیں لیکن ایسی کوئی بھی تنظیم دوسری جنگ عظیم کو نہ روک سکی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ 10/ ستمبر 2004ء میں ارشاد فرمایا:

’’نیکی تو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے پیدا ہوتی ہے، وہ کیونکہ ان میں نہیں تھی اس لئے نیکیوں پر قائم نہ رہ سکے۔ ذاتی، ملکی اور ہر قوم کے قومی مفاد آڑے آگئے اور دوسری جنگ عظیم کو بھی نہ روک سکے اور پھر یو این او بنی لیکن وہ بھی دیکھ لیں اب چند قوموں کے ہاتھوں میں ہے۔اب پھر حالات اسی نہج پر چل رہے ہیں۔غریب ملکوں کو ایک طرح سے یرغمال بنا کر ان پر ظلم کئے جا رہے ہیں، ان کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی من مانی شرطیں منوائی جاتی ہیں۔ اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے ان کو نام نہاد امداد دی جاتی ہے پھر ان کے وسائل کو اپنے ملکوں کی ترقی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اور غریب ملکوں کے عوام غربت اور فاقے کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور کر رہے ہیں۔اگر کوئی آواز اٹھائے تو اسے بندوق کی نوک پر چپ کرایا جاتا ہے اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم دنیا میں امن قائم کر رہے ہیں، نیکی پھیلا رہے ہیں، غریب انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔یہ سب جھوٹے دعوے اور ڈھکوسلے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 645-646)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے صدر بیوٹن کو لکھے گئے خط سے اقتباس، جو ذیل میں نقل کیا گیا ہے۔آپ فرماتے ہیں: میں خاص طور پر آپ سے اس نقطہ پر متفق ہوں کہ اگر مختلف ممالک اپنی انفرادی حیثیت اور اپنی مرضی سے فیصلے کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں اقوام متحدہ کا بھی وہی حال ہو گا جو لیگ آف نیشنز کا ہوا اور یہ بھی ناکام ہو جائے گی۔

I particularly agreed with your point that if countries decided to act independently and made unilateral decision then the United Nations would suffer the same fate as the League of Nations and would fail.

(WORLD CRISIS AND PATH WAY TO PEACE page259)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ذیل میں نقل کیا جاتا ہے فرمایا بدقسمتی سے لیگ آف نیشنز کے قوانین اور جو قرار دادیں اس نے پاس کیں ان میں بعض نقائص اور کمزوریاں موجود تھیں پس وہ معقول طور پر ساری اقوام عالم کے عوام کے حقوق کا تحفظ برابری کی بنیاد پر نہیں کرسکی۔نتیجہ یہ نکلا کہ اس غیر مساویانہ سلوک کی وجہ سے دیرپا امن کا قیام محض ایک خواب ہی رہ گیا۔لیگ آف نیشنز کی کوششیں ناکام ہوگئیں اور اس نے دنیا کو دوسری جنگ عظیم کی طرف دھکیل دیا۔

Unfortunately, the rules of the League and the resolutions it passed had certain flaws and weaknesses and so they did not properly protect the rights of all peoples and all nations equally. Consequently, as a result of the inequalities that existed long term peace could not prevail. The efforts of the League failed and this led directly to World War II.

(WORLD CRISIS AND PATH WAY TO PEACE,page86)

13۔ دوران جنگ پیش آنے والے بعض دلچسپ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تاریخی واقعہ بیان فرمایا:

’’حرب عظیم کے ایام میں 1918ء میں ایک موقع پر فرانسیسی اور انگریزوں کی فوجوں کو ’’ہیلی کا میدان‘‘ خالی کر دینا پڑا اس وقت لارڈ ہیگ نے سر لائڈ جارج کو جو پرائم منسٹر تھے، تار دیا۔لائڈ جارج اس وقت اپنے وزراء کو لے کر مشورہ کر رہے تھے، تار کا مضمون یہ تھا کہ دنیوی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا سوائے آسمانی ہاتھ کے کوئی نہیں بچا سکتا۔اسی وقت لائڈ جارج کھڑا ہو گیا اور اپنے وزراء کو لے کر دعا میں مصروف ہو گیا اور کہا اب تدبیر کا وقت نہیں رہا۔میں نہیں جانتا خدا تعالیٰ نے اس دعا کو سنا یا دنیوی سامان پیدا ہو گئے مگر یہ واقعہ ہے کہ جرمنوں کو کوئی گھنٹہ تک معلوم نہ ہوسکا کہ میدان خالی ہے۔اتنے میں پیرس سے فوجیں لائی گئیں اور شکست فتح سے تبدیل ہوگئی۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 10 صفحہ 15)

ذیل میں جو واقعات ہیں۔ GUINESE BOOK OF MORE ARMY BLUNDERS سے شکریہ کے ساتھ نقل کئے جا رہے ہیں۔

ستمبر 1939ء کو برطانیہ میں ایک نئے نئے قائم شدہ ریڈار کے نظام میں گڑ بڑ ہوئی اور اس نے اطلاع دی کہ بہت سے جرمن جہاز حملہ کرنے آرہے ہیں۔اس پر فائٹر پائلٹس کو مقابلہ کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا، گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔برطانوی سپٹفائر (یہ ایک سیٹ والا جنگی جہاز تھا) نے اپنے ہی ہوریکین (یہ ایک سیٹ والا جنگی جہاز تھا) کو گرا دیا اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی طیارہ شکن توپوں نے اس دوران ایک اپنے ہی سپٹفائر کو مار گرایا۔

1941ء سے 1944ء تک یہ بات دیکھنے میں آئی کہ 45فیصد جرمن طیارے جو اس دوران تباہ ہوئے وہ کسی ہوائی جنگ میں ضائع نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ ہوائی جہاز کے عملے یا پھر اپنی ہی ’’دوستانہ گولہ باری‘‘ کا شکار ہوئے تھے۔اس صورتحال میں یہ ڈر تھا کہ جرمنی کی ہوائی جنگ کی قوت کو کسی وقت بھی شدید دھچکا لگ سکتا ہے اور دوسری طرف امریکہ کی ایئر فورس کا معاملہ اس سے بھی زیادہ بُرا تھا صرف ایک 1943ء میں 2264ہوا باز ہوائی حادثوں میں ہلاک ہوگئے، اور جہاز کے دوسرے عملہ کی تعداد 3339 تھی اور اس سے اگلے سال کوئی زیادہ بہتری نہیں آئی تھی۔ لہٰذا 1944ء میں16128حادثات ہوئے جس میں امریکہ کے 1936 ہوا باز اور اس کے علاوہ 3037 عملہ کے افراد لقمہ اجل بن گئے۔ طیارے اس مقدار میں گرتے رہتے تھے کہ فلوریڈا کے ہوائی اڈہ پر یہ ایک مقولہ بن گیا تھا ’’ONE A DAY,IN TOMBA BAY‘‘ یعنی خلیج تومبا میں ایک طیارہ، گرے گا روز ہمارا۔

دوسری جنگ عظیم کے شروع میں جرمن ہوائی جہازوں کی مدد زمینی فوج کو حاصل ہوتی تھی۔جنرل وان میلنتھن کو پولینڈ میں ایک بڑے تلخ تجربہ سے گزرنا پڑا۔جب ایک نیچی پرواز کرتا ہوا ایک طیارہ اس کے ہیڈ کوارٹر کے اوپر سے گزرا۔اُس وقت جہاز کی شناخت کئے بغیر ہی طیارہ شکن توپوں نے فائر کھول دیا۔خیریت گزری کہ طیارہ بغیر کسی نقصان کے محاذ پر اتر گیا، طیارہ شکن توپوں کا عملہ جن کو اُن کی غلطی سے آگاہ کر دیا گیا تھا، اس طیارہ کے گرد اکٹھا ہو گیا تھا، اور شناختی علامات کو دیکھ رہا تھا کہ جنرل ہرمن گورنگ جو کہ لوفتھواف کا کمانڈر انچیف تھا برآمد ہوا۔اس کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ جا کر جنرل وان میلنتھن کو آگاہ کر دے کہ اب سے ہوائی مدد بری فوج کو نہیں دی جائے گی۔اس پر از رہ تفنن جنرل وان نے کہا کہ ’’ہم نے مذاق کیا تھا لیکن جنرل صاحب بُرا مان گئے اور ہماری ہوائی مدد بند کر دی‘‘۔

جولائی 1943ء کو امریکن فوجیوں کو پیراشوٹ کی مدد سے جرمنی کے محاذ کو عقب میں اتارا گیا۔ہوا یوں کہ اس مہم سے پہلے جرمنی نے اس محاذ پر ہوائی حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے طیارہ شکن توپوں کا عملہ بہت الرٹ تھا اور اسی اثنا میں قریبی بحری جہاز سے ایک طیارہ شکن توپ نے اسی بدحواسی میں فائر کھول دیا اس کے نتیجے میں جو جہاز پیراشوٹ کے ذریعے فوجیوں کو گرا رہے تھے ان میں سے 33جہاز شعلوں کی لپٹوں کے ساتھ زمین پر آ رہے۔اس کے علاوہ دوسرے 37 جہازوں کو کافی نقصان پہنچا تھا۔ 318 لوگ شدید زخمی ہوئے اور 88 لوگ موت کا شکار ہو گئے۔فضا جلتے پیراشوٹ اور دھویں سے بھر گئی تھی۔اس حادثہ کے بعد امریکہ نے اس قسم کے آپریشن کو آئندہ کے لئے منسوخ کر دیا۔

23/ ستمبر 1950ء کو شمالی کوریا کی ایک پہاڑی پر جسے ’’پہاڑ 282‘‘ کہا جاتا تھا، برطانوی فوجوں نے قبضہ کرلیا اور ہوائی فوج کی مدد طلب کی گئی۔بری فوج نے اپنی پوزیشن کو دکھانے کے لئے پینل لگائے تھے مگر جب ہوائی مدد آئی تو انہوں نے انہی پینلز کے اوپر بمباری شروع کر دی جس کی وجہ سے نہ صرف سترہ/17جانیں ضائع ہوئیں بلکہ 76 فوجی بھی زخمی ہو گئے اور اب جان بچانے کے لئے اس مقام کو چھوڑنا بھی ضروری ہو گیا اور اس جگہ پر دوبارہ کامونسٹ نے قبضہ کرلیا تھا اب یہ ایک چیلنج تھا میجر کینتھ کے لئے لہٰذا اس نے اپنے بچے کچھے 30فوجیوں کے ساتھ دوبارہ حملہ کر دیا اور واپس قبضہ حاصل کرلیا۔اس کے بعد ایسا ہوا کہ میجر کینتھ کی وفات ہوگئی جبکہ اس بہادری اور جرأت پر میجر کینتھ کے لئے اس کی وفات کے بعد پوتھوس وکٹوریا کراس کا اعلان کیا گیا۔

جنگ کی تباہ کاریاں، کسمپرسی، مخدوش انسانی شب و روز

مندرجہ ذیل سطور میں ان مخدوش حالات، کسمپرسی، قحط، بیماریوں،

بے وطنی کے مسائل، خوف، بدقسمتی، عزیزو اقارب کی مفارقت اور دیگر مصائب جو جنگ اپنے ساتھ لے کر آتی ہے، کا ذکر کیا جارہا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ امن کو پسند کرتا ہے بلکہ چرند پرند بھی اس جگہ سے نقل مکانی کر جاتے ہیں جہاں خوف اور بے امنی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ 4/ مارچ 1983ء میں بیان فرمایا:

’’ایک دفعہ بموں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ہلاکت کے متعلق انگلستان کے وزیر اعظم اور امریکہ کے صدر کے درمیان گفتگو ہوئی۔ انگلستان کے وزیر اعظم کی مدد کے لئے ایک سائنسدان جوان باتوں سے واقف تھا وہ بھی اس کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ گفتگو کے دوران اس نے امریکہ کے صدر سے کہا اگر آج لڑائی چھڑ جائے تو آپ کا ملک جو بڑا وسیع ہے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ لازماً بچ جائے گا مگر ہمارے ملک کا کیا بنے گا؟ کیونکہ ہمارے اندازے اور جائزے کے مطابق سارے انگلستان کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے نابود کرنے کے لئے صرف تین چار بموں کی ضرورت ہے۔۔۔ پھر اس سائنسدان نے انگریزی میں کہا:

TO BE ON THE SAFE SIDE AT MOST SEVEN WOULD BE ENOUGH.

اس نے safe side کا محاورہ بڑے دلچسپ رنگ میں استعمال کیا کہ اگر محفوظ اور محتاط اندازہ کرنا ہو تو زیادہ سے زیادہ سات بم کافی ہوں گے اس سے زیادہ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔‘‘

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 135-136)

سائنسدانوں نے سال 1958ء میں ایک بہت محتاط اندازہ لگایا کہ اگر دوسو پچاس بم امریکہ پر گریں تو کیا نقصان ہوسکتا ہے اور یہ فرض کیا گیا کہ اگر ان کی طاقت دس میگا ٹن انرجی ہو اور ان میں سے اگر پچاس فیصد نہ پھٹ سکیں۔ اسی طرح فرض کیا گیا کہ اگر یہ بم جو ہیں ان میں سے 144 صنعتی اور شہری آبادی پر گریں، 59 فوجی علاقوں میں اور 32 فوجی اور شہری ملے جلے علاقوں پر۔ فرض کیا گیا کہ اگر امریکہ کی آبادی 175000000 ہو تو نقصانات کا تخمینہ کیا ہوگا۔ اس تحقیق کے نتائج یہ تھے کہ پہلے دن جب بم گرائے جائیں گے تو 42 ملین لوگ مرجائیں گے اور 66 ملین لوگ شدید زخمی ہوں گے اور ستاسٹھ/ 67 ملین لوگ اس سے بچ جائیں گے۔ اس کے بعد اگلے سات دنوں میں زخمیوں میں سے سترہ ملین مر جائیں گے اور مزید سات دن کے بعد بارہ ملین ان زخمیوں میں سے موت کا شکار ہو جائیں گے اور اس کے مزید پینتالیس دن کے بعد زخمیوں میں سے مزید بارہ ملین موت کا شکار ہو جائیں گے۔ لہٰذا حادثہ کے دن سے لے کر ساٹھ/ 60 دن کے اندر کل اموات 83/ تراسی ملین ہوں گی شدید زخمی پچیس ملین ہوں گے۔ اس ساری تحقیق میں یہ بات مزید واضح کی گئی کہ اس تخمینہ میں متاثرہ پانی، متاثرہ کرۂ ارضی اور آگے طویل مدت تک چلنے والے تابکاری کے اثرات کو شمار نہیں کیا گیا۔

(نومور وارز صفحہ 140)

بھوک اور افلاس جو جنگ لے کر آتی ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد انگلستان کی حکومت جو کسی زمانہ میں بہت بڑی اور قومی حکومت سمجھی جاتی تھی جن کا اقتصادی نظام بہت مستحکم تھا اس حکومت کے باشندوں کے لئے بھی اور اس ملک کے باشندوں کے لئے بھی، یعنی سب امیر و غریب کو شدید بھوک کا سامنا آن پڑا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے وہ ترستے تھے۔ میٹھا دیکھنے کو ان کی آنکھیں ترس گئیں تھیں۔ ڈبل روٹی جو وہاں ایک روزمرہ کی خوراک ہے اور اس کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی اس کے حصول کے لئے لمبی لمبی قطاریں لگتیں اور وہ بہت خوش قسمت خود کو سمجھتا جب اسے ڈبل روٹی ملتی۔

سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ بلاشبہ تابکاری کے اثرات سے انسانوں کو مختلف بیماریوں سے جن میں خون میں سفید ذرات کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے اور مریض کو بار بار خون لگانا پڑتا ہے ہڈیوں کا کینسر لاحق ہونے کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

(نومور وارز صفحہ 136)

A Woman in Berlin,By Marta Hillers aka anonymous (z-lib.org.pdf)

یہ کتاب ایک ڈائری ہے جو ایک خاتون نے تحریر کی جب روسی فوجیں جرمنی میں بطور فاتح داخل ہوگئی تھیں۔ یہ خاتون اس سے قبل بطور ایک صحافی کے کئی ایک ملکوں کا دورہ کر چکی تھی اور انہی سفروں کے دوران اس کو کسی حد تک روسی زبان سیکھنے کا موقع بھی ملا تھا۔ اس کو ان حالات میں اپنے ایک دوست کے اپارٹمنٹ میں پناہ لینی پڑی۔ ذیل میں اس کی ڈائری سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔

اپریل 1945ء بروز جمعہ: بھوک مٹانے کے لئے گھر کے تینوں کمروں کی بہت تفصیلی طریقہ پر تلاشی لی مگر کھانے کی چیز نہ مل سکی۔ البتہ ایک خط مل گیا، مجھے اس کو پڑھتے ہوئے شرم آرہی تھی مگر میں اس کو آخر تک پڑھا یہ ایک محبوب کا خط تھا اس کے محبوب کے نام، پھر میں نے خط کو فلش میں پھینک کر بہا دیا یہ ہماری خوش قسمتی کہ سپلائی کا پانی گھر میں ابھی تک آرہا ہے۔ (دل، درد، محبت، خواہشات یہ الفاظ ہمارے لئے اب اجنبی ہو چکے ہیں، کتنے دور کے زمانوں کی باتیں لگتی ہیں یہ سب)، زندگی کو تو تین وقت پیٹ کی آگ بجھانا کو خوراک کی طلب ہوتی ہے۔ اب اس وقت جو میں یہ سطور تحریر کر رہی ہوں میری سوچوں کا محور میرا خالی معدہ ہے۔ تمام سوچیں اور تمام جذبات شروع ہوتے ہیں کہ ’’کھانے کو کیا مل سکتا ہے‘‘ مصنفہ کی بات کو اہلِ پنجاب یوں کہا کرتے کہ ’’پیٹ نہ پئیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں‘‘، یعنی اگر کسی کو آپ نے کھانا نہیں دیا تو پھر باقی ساری باتیں آپ کی اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں یا پھر اگر بھوکے سے پوچھو گے دو اور دو، تو وہ کہے گا چار روٹیاں۔

اسی دن اس خاتون نے مختلف سامان تعیش جو ہم جمع کرتے رہتے ہیں ان کی بابت تحریر کیا کہ ہمارا ریڈیو گزشتہ چار دن سے خاموش ہے۔ ایک دفعہ پھر اگر ہم ان سب ایجادات جو ہمیں میسر ہیں کی طرف نظر کریں تو سب ہی مشکوک لگتی ہیں، اگر گھر میں بجلی ہی نہیں تو ساری مشینیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ بہر حال بریڈ ایک حقیقی وجود ہے، کوئلہ ایک حقیقت ہے اور سونا تو سونا ہے چاہے آپ کسی ملک یا شہر میں ہوں۔ جبکہ موجودہ ترقی یافتہ زمانے کے ریڈیو، گیس کے چولہے، سنٹرل گرمی کا نظام، کھانے کے لئے گرم پلیٹیں یہ سب کچھ ایک خواہ مخواہ کا بوجھ ہے جو ہم اٹھائے پھرتے ہیں، اگر بجلی ہی میسر نہ ہو تو۔ اس لمحے تو ایسا لگ رہا ہے کہ ہم غاروں کی زندگی کے دور کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

جنگ عظیم اول کے بعد جرمنی نعرہ لگا رہا تھا یعنی وہ ہٹلر کو ڈرائیور کہہ رہے تھے جبکہ دنیا دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی تھی اوّلاً وہ جن کو زندگی کی سہولتیں میسر تھیں اور دوم وہ جن کے پاس زندہ رہنے کے لئے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ امریکہ کے جو کارپوریٹ ادارے تھے جنگ کے سبب وہ بہت امیر ہو گئے تھے لیکن عام مزدور اور ملازم کے اوپر کسمپرسی کی نوبت آ گئی تھی۔ یہاں تک بھی ہوا کہ وائٹ ہاؤس کے سامنے جب امریکن فوجی جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا، اُن پر گولی چلا دی گئی، جب وہ اپنی جنگی خدمات کے عوض اپنے لئے مراعات کے حصول کے لئے مظاہرہ کر رہے تھے۔ لیکن آج بہت سے لوگ ان مصیبتوں کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

جرمنی کے بُرے دنوں کی کہانی: یورپ میں یکم جنوری 1945ء کو برلن برباد ہو چکا تھا۔ روسی فوجیں بہت سرعت کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں اور انہوں نے پولینڈ اور Czechoslovakia (چیکوسلوواکیہ) کو جرمنی سے آزاد کروالیا تھا۔ جرمن ریڈیو نے ریڈ آرمی کی فتوحات کو سٹیم رولر سے اور پھر اُس کو لینڈ سلائڈ سے اور پھر برفانی تودہ گرنے سے تشبیہ دے دی۔ خوف زدہ پناہ گزین دور دراز سے برلن آرہے تھے اور دوسری طرف برلن پر رات میں برطانوی ائرفورس بمباری کرتی اور دن میں امریکی جہاز بمباری کر رہے تھے۔ قوت بازو کی کمی کی وجہ سے جرمن خواتین اینٹی ائیر کرافٹ توپوں کو چلا رہی تھیں۔ جب کہ بچے اور بوڑھے مورچے کھودنے میں لگے ہوئے تھے۔ نیدرلینڈ کا بہت سا علاقہ اینگلو کینیڈین فوجوں نے آزاد کروالیا تھا۔ یہ تمام بُری خبریں ساتھ ساتھ ہٹلر کو دی جارہی تھیں اور اس کا اعصابی نظام اس سے متاثر ہوتا جارہا تھا۔ اس کے کئی جنرل نے اس کو مشورہ دیا کہ ہتھیار پھینک دیئے جائیں مگر وہ اس سے اتفاق نہیں کر رہا تھا۔

14۔ اسلام میں جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے احکامات

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اسلام جنگ کو مٹاتا ہے اور صرف اسی صورت میں جنگ کی اجازت ہے کہ دین پر عمل کرنے کی اجازت نہ مل رہی ہو، اور کمزوری کی حالت میں اس وطن سے ہجرت کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی ریاستوں کو جہاں جہاں توسیع دی گئی وہاں کے عوام کو حق دیا گیا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کریں اور چاہیں تو فدیہ دینا تسلیم کر لیں اور اپنے دین پر کاربند رہیں۔

جنگی قیدیوں کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اُن کو احسان کر کے چھوڑ دو۔ تاوانِ جنگ لے کر چھوڑ دو۔ ان سے ان کی طاقت کے موافق کام کراؤ۔ جو شادیوں کے قابل ہوں ان کی شادیوں کا اہتمام کرو۔ (النور:33)

دو معاہدات ہیگ امن کانفرنس کے تحت 1899ء اور 1907ء میں ہوئے جن میں جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے قواعد و ضوابط طے کئے گئے۔ جنگ عظیم اول کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ یہ معاہدے ناکافی ہیں لہٰذا 1929ء میں جینیوا میں ایک کنونشن میں ان قواعد و ضوابط کو مزید بہتر بنایا گیا۔ لیکن ان معاہدات پر زیادہ عدم عمل درآمد کی صورت روس اور جاپان میں دیکھنے میں آئی۔ اس معاہدہ کے مطابق قیدی صرف اپنی شناخت بتائے گا اور کوئی دوسری معلومات اس کے ملک یا اپنے کام کے متعلق بتانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح اس کو خط لکھنے وصول کرنے اور پارسل وصول کرنے کا حق ہوگا۔ اُس کو یہ بھی حق ہوگا کہ اگر وہ قید سے بھاگتا ہے تو اس کو اگر دوبارہ گرفتار کرلیا جاتا ہے تو اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اس کے علاوہ معقول خوراک اور طبی سہولتوں کا حق دار ہوگا۔ قیدی سے بیگار نہیں لی جائے گی۔ قیدی کو اپنے ملک میں دی جانے والی تنخواہ یا پھر قید کرنے والے ملک نے جو الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے، دونوں میں سے جو بھی کم تر ہوگا وہ اس کو دیا جائے گا۔ اجرت کے بدلے قیدی سے کام کروایا جاسکے گا مگر اس صورت میں وہ کام کی جگہ کوئی خطرناک جگہ نہیں ہونی چاہئے اور کسی طور ان سے فوجی خدمات نہیں لی جائیں گی۔ غیر جانبدار اتھارٹی کو کیمپ کا دورہ کرنے کی اجازت ہوگی سویٹزرلینڈ اور سویڈن نے دوسری جنگ عظیم میں غیر جانبدار ممالک کا کردار ادا کیا تھا۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

قیدیوں سے بدسلوکی کی مثال

جاپان کا سلوک اپنے قیدیوں کے ساتھ بالکل غلاموں جیسا ہوتا تھا۔ جاپانی اپنے جنگی قیدیوں کو بانس کی چھڑیوں، رائفل کے بٹ اور اپنی تلوار کی کُند طرف سے مارا کرتے تھے اور جاپانی اپنے اس فعل کو چھپاتے نہیں تھے۔ بہت سے امریکی اخباری نمائندوں نے ایسے مواقع کی تصویریں اتاری تھیں جس میں قیدیوں کو کھیتوں میں کام کرتے دکھایا گیا تھا، ان پر غلاموں جیسا سلوک روا رکھا گیا تھا، ان کے ہاتھ پیچھے باندھ کر ان کو گولی مار کر ہلاک کیا جا رہا تھا۔ جاپانی اس بات کو خاص طور پر لازم کرتے تھے کہ امریکن قیدی ان کی عزت کریں اور اس مقصد کے لئے قیدیوں کو مختلف سزائیں دی جاتی تھیں۔ اسی طرح جب قیدیوں سے جیل سے باہر کام کروایا جاتا تو ان کے تمام کپڑے اتروالیتے اور جوتے بھی اتروالئے جاتے، ماسوائے ایک چھوٹے سے پہلوانوں والے ستر کے تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

جاپانی جیل کے حالات اور وہاں سے فرار ہونے والے امریکن پائلٹ کی داستان

وہ عجیب دلدل جیسی زمینیں تھیں جن میں ہم سے کام لیا جاتا تھا۔ ان کی بدبو کئی فرلانگ قبل آنا شروع ہو جاتی۔ کھانے کو ہر روز پورے دن میں 600 گرام چاول ملتے، اور ہم ہر وقت بھوکے ہی رہتے۔ اگر جاپانی کوئی اپنا بچا کھچا کھانا ہماری طرف پھینکتے تو ہم پہلے ہی اس کے منتظر ہوتے تھے۔ یا پھر جاپانی کچن سے بہہ کر آنے والا نیم خراب شدہ جوس یا کوئی چھپکلی یا سانپ۔ جب ہم کو کھیتوں میں کام پر لے جایا جاتا تو وہاں اکثر کوبرا نظر آجاتے جن کو ہم چھڑیوں سے مار کر کمر سے لپیٹ لیتے اور کیمپ میں آکر رات کو اس کو آگ پر بھونتے۔ ہم سب کے سب ہیضہ اور دستوں کی بیماری میں گرفتار تھے۔ ہم قیدی نہیں بلکہ جاپانیوں کے غلام تھے ہر بڑا افسر جو قید میں تھا یہاں تک کہ جنرل وین رائٹ کو بھی سلیوٹ کرنا پڑتا ان کے معمولی رینک کے فوجی یا پرائیویٹ کو اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو وہ تھپڑ مارتا یا دھوپ میں کھڑا کر دیتا۔ ایک ہی راستہ تھا کہ ہم سوچنا چھوڑ دیں۔ انسان کا دماغ بھی ایک عجیب دلچسپ مشین ہے یہ ایک وقت میں تین دنیاؤں میں چل رہا ہوتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل اور ہم لوگ ماضی اور مستقبل میں رہا کرتے تھے، زیادہ تر ماضی میں۔ جاپانی ہم سے ہماری انگوٹھیاں، گھڑیاں، جو نظر آتا لے لیتے ایک دفعہ ایک ہمارے ماسٹر سارجنٹ سے اس کے مصنوعی دانت لے کر ایک جاپانی نے اپنے پاؤں کی ایڑی سے توڑ دیئے۔ قید ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ہم نے اپنے تمام ہتھیاروں، قیمتی اور خوبصورت جنگی ساز و سامان کو خود اپنے ہاتھوں تہس نہس کیا یہ ایک بہت ہی تکلیف دہ کام تھا۔ ایک ماہ کی تنخواہ آئی ہوئی تھی اور تقسیم نہ ہوئی تھی اس کو سڑک کے کنارے پھینک کر آگ لگا دی۔ جب ہم قید کر لئے گئے تو پہلے دن کوئی پانی دیا گیا نہ خوراک اگلا دن بھی ایسے ہی گزرا، اور اس کے بعد جہاں کہیں جوہڑ میں پانی نظر آتا ہم اس کو پینے کو چل پڑتے۔ کسی کو پرواہ نہ تھی کہ نقصان ہوسکتا ہے۔ ہر طرف لاشیں پڑی تھیں اور بو اُٹھ رہی تھی۔ پانچویں دن جب ہم چل رہے تھے بارش شروع ہوگئی۔ ہم نے منہ اوپر کو کئے ہوئے تھے تا پینے کو پانی مل جائے، اسی دن ہم کیمپ پہنچ گئے تھے۔ کوئی دوائی، کوئی مرہم پٹی اور کسی چھوٹی سے چھوٹی سرجری کا کوئی انتظام نہ تھا۔ وہ قیدی جن کو معمولی جراحی / سرجری کر کے بچایا جا سکتا تھا ہمارے سامنے مر رہے تھے۔ جاپانیوں نے ہمیں دس دس کے گروپس میں تقسیم کر دیا، اس گروپ کے افراد کو سگے بھائی کہا جاتا تھا۔ ہم سب ایک دوسرے پر نگران تھے، ایک گروپ کا ایک آدمی چلتے چلتے جنگل میں بھاگ کر روپوش ہوگیا تو اس گروپ کے باقی نو افراد کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور یہ سب تماشا باقی قیدیوں کو دکھایا جا رہا تھا اور اُن 9 میں سے ایک قیدی کا بھائی بھی یہ سب دیکھ رہا تھا۔ مرنے سے قبل اُس فوجی نے کہا ''ماں سے کہنا میں نے اس کو خدا حافظ کہا تھا'' کچھ عرصہ کے بعد ہمارے اس کیمپ کے قیدیوں کو دو بحری جہازوں کے ذریعہ کہیں اور منتقل کیا جا رہا تھا۔ راستے میں ایک جہاز کو امریکن آبدوز نے ہٹ کر دیا۔ شام کا وقت تھا جہاز کو اتنا نقصان ہوگیا تھا کہ جہاز بہت تیزی سے ڈوب رہا تھا اتنی جلدی کہ لائف بوٹ بھی جہاز سے نہ اتاری جا سکیں۔ اس وقت چند کشتیاں جو ان جہازوں کے ساتھ پٹرول بوٹ کے طور پر چل رہی تھیں اوپر نیچے چکر کاٹ رہی تھیں۔ اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ جاپانی میگا فون پر کچھ اعلان کر رہے تھے۔ میں اور میرے تین ساتھی ہم ایک طرف کنارے پر پہنچ کر چھپنے میں کامیاب ہو گئے۔ اگلے دن ایک فلپائنی لڑکا ہم کو اپنے گاؤں لے گیا گاؤں والوں نے بہت اچھا سلوک کیا، جبکہ ہم بہت خوفزدہ تھے۔ ہم اس گاؤں میں چند دن ٹھہرے یہاں تک کہ چلنے کے قابل ہو گئے تو اُسی لڑکے نے ایک چھوٹی سی کشتی پر ہم کو لے کر ایک امریکن جہاز تک پہنچایا۔ اس سارے سفر میں شدید خطرہ تھا کہ کسی وقت بھی جاپانیوں کی نظر میں آسکتے ہیں۔ لیکن ہم جہاز تک پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ ہم نے دیکھا جہاز امریکہ کا تھا، جہاز کا پینل امریکہ کا بنا ہوا تھا، اس کا کمپاس اور اسٹیئرنگ امریکہ کا بنا تھا، لوگ سارے امریکن تھے صاف ستھرے صحت مند۔ وہ ہم کو اور ہم ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ زیادہ بولنے کی ہمت ہی نہ تھی۔ اُنہوں نے پوچھا، ''کیسا رہا؟ کیا حال ہے؟'' جواب بس اتنا ہی تھا ''ہم ٹھیک ہیں۔'' ہمارے سامنے سوپ لایا گیا، اس سوپ میں بہت زیادہ سبزی موجود تھی۔ ہم ایک لقمہ لے کر اس کو دیر تک چباتے رہتے اور آج ڈبل روٹی کیک سے زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔ آپ کو یہ سب مزاحیہ لگ سکتا ہے مگر ہم سب کچھ حیرت سے دیکھ رہے تھے، تین سال جاپان کی قید میں رہنے کے بعد، حب الوطنی کیا ہے اور اپنی دھرتی کی کشش کیا ہوتی ہے۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

15۔ ایٹمی دھماکہ کیسے وقوع پذیر ہوتا ہے

سائنس ایٹمی دھماکہ کو اس طرح بیان کرتی ہے کہ ایٹمی دھماکہ کے وقت ایٹم میں کچھ تبدیلیاں واقعہ ہوا کرتی ہیں جن کو سمجھنا ضروری ہے۔ سائنسدان بتاتے ہیں ایٹم کے پھٹنے سے قبل اس کے مرکزہ میں بے انتہا دباؤ پیدا ہوتا ہے اور اس دباؤ کے زیر اثر اس میں پھیلاؤ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں ایک بڑے ایٹمی وزن والا عنصر کم ایٹمی وزن والے دو عناصر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس عمل میں ایٹمی وزن کا جو معمولی حصہ ضائع ہوتا ہے وہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایٹم کا یہی ایک ماڈل نہیں ہے مگر یہ ایک آسان ماڈل ہے جس کے توسط سے لمبے ستونوں کے عمل کو آسانی سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ ایٹمی دھماکہ کے وقت گاما شعاؤں، اور اس کے علاوہ نیوٹرانز کی بہت بڑی تعداد خارج ہوتی ہے، کا اخراج ماحول میں درجہء حرارت کو ناقابل بیان حد تک بڑھا دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں آگ کا ایک بڑا سا گولہ بنتا ہے جو بے انتہا گرم ہواؤں کے دوش پر تیزی سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے اس کی شکل ایک بہت بڑی کھمبی نما آگ کی چھتری کی سی ہوتی ہے اور جس تیزی سے یہ بلند ہوتی ہے میلوں دور سے نظر آتی ہے۔ نیوٹرانز کے ساتھ تمام افقی سمتوں میں بھی پھیل جاتی ہیں اور چونکہ ان کا درجہ حرارت انتہائی زیادہ ہوتا ہے اس لئے اپنے راستہ میں موجود تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں۔ ان گرم لہروں کی رفتار، آواز کی رفتار سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گاما ریز جن کی نفوذ کی طاقت بھی غیر معمولی ہوتی اور ان میں ارتعاش بھی بے حد ہوتا ہے یہ سب مل کر دل کی حرکت کو بند کرنے کا باعث بن جاتی ہیں۔ لہٰذا فوری موت کا باعث، ایکس ریز کی حرارت نہیں بلکہ گاما ریز کی توانائی ہوتی ہے۔

(بشکریہ: نومور وار)

یورینیم 235 کے مرکزہ میں 143 نیوٹران اور 92 پروٹان ہوتے ہیں۔ اس طرح مرکزہ میں دونوں جمع ہو کر کل ذروں کی تعداد 235 بن جاتی ہے۔ جب کوئی آوارہ نیوٹران یورینیم کے مرکزہ سے ٹکراتا اور اس میں داخل ہو جاتا ہے تو اب کل تعداد یو 236 بن جاتی ہے۔ یو 235 ایک برقرار جبکہ یو 236 کی حیثیت ایک بے قرار مرکزہ کی ہوتی ہے، اس لئے یہ مرکزہ خود کو دوبارہ ترتیب دینے کے لئے دو یا دو سے زیادہ مرکزوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کو ڈاٹر نکلیائی / بیٹی مرکزہ کہا جاتا ہے۔ ان مراحل میں ایسا ہوتا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ نیوٹران آزاد ہو جاتے ہیں اور جا کر کسی اور دو یا دو سے زیادہ کو بے قرار کر دیتے ہیں۔ اس عمل کو فیوژن کہا جاتا ہے۔ اس میں جو توانائی انرجی خارج ہوتی ہے اس کی مقدار ہائیڈروجن اور آکسیجن کے مل کر پانی بنانے والے عمل سے ایک ہزار ضرب دس لاکھ گُنا ہوتی ہے اور یہ عمل ایک تسلسل میں وقوع پذیر ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی جب دو نیوٹران جا کر دو مرکزوں سے ٹکرائے اور وہاں سے پھر دو دو نیوٹران آزاد ہوئے دو ہم اپنی آسانی کے لئے شمار کر رہے ہیں اب یہ چار جا کر چار مرکزوں سے ٹکرائے تو ان سے آٹھ نیوٹران آزاد ہوئے، اور 8 سے 16 اور 16 سے 32 اور 32 سے 64 اور... اور یہ عمل ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں ہو رہا ہوتا ہے۔

(بشکریہ: نومور وارز)

ایٹمی دھماکہ کا دوسرا عمل جو ہے اس کو فیوژن کا عمل کہا جاتا ہے۔ پلوٹونیم 239 کے مرکزہ میں 145 نیوٹران اور 94 پروٹان ہوتے ہیں اور یہ ایک قرار یافتہ دھات ہے لیکن جب اس کے مرکزہ کو انتہائی دباؤ ملتا ہے تو یہ دو یا دو سے زیادہ مرکزوں میں منقسم ہو جاتے ہیں اس کے بعد اس عمل میں منقسم دو یا دو سے زیادہ ڈاٹر مرکزے آپس میں اکھٹے ہوتے ہیں اور اس عمل کو فیوژن کہا جاتا ہے۔ یہ بھی بالکل اوپر بیان شدہ تسلسل اور رفتار پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں خارج ہونے والی توانائی کی مقدار پچاس ملین گُنا ہوتی اس توانائی سے جو ہائیڈروجن اور آکسیجن کے پانی بنانے کے عمل میں خارج ہوتی ہے۔ اس ہر دو قسم کے بم کی تفصیل آگے چل کر آئے گی۔

(بشکریہ: نومور وارز)

دعا کا تحفہ

بیوی کے پاس بوقت مباشرت جانے کی دُعا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اور یہ دُعا کرے تو اُس کو خدا تعالیٰ ایسی اولاد عطا کرتا ہے جو شیطان کے شرّ سے محفوظ رہنے والی ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے محفوظ رکھنا اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اُسے بھی شیطان کے شرّ سے بچانا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 124)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً...... از صفحہ 12

عمر کتنی۔ پس ماں کے پیٹ ہی میں یہ تمام باتیں فرشتہ لکھ دیتا ہے۔

سوال: عورت کب حیض سے فارغ ہوتی ہے؟

جواب: حضرت عائشہؓ فرماتیں کہ جلدی نہ کرو یہاں تک کہ صاف سفیدی دیکھ لو۔ اس سے ان کی مراد حیض سے پاکی ہوتی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو معلوم ہوا کہ عورتیں رات کی تاریکی میں چراغ منگا کر پاکی ہونے کو دیکھتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔ انہوں نے (عورتوں کے اس کام کو) معیوب سمجھا۔

سوال: کیا حائضہ عورت نماز قضا نہ کرے؟

جواب: نبی کریمؐ حائضہ کو نماز کا حکم نہیں دیتے تھے۔

سوال: کیا عورتیں غیر محرم کی مرہم پٹی کر سکتی ہیں؟

جواب: حضرت امّ عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں اور مریضوں کی خبر گیری بھی کرتی تھیں۔

سوال: کیا حائضہ عورت بھی عید گاہ جاسکتی ہے؟

جواب: حضورؐ نے فرمایا کہ جوان لڑکیاں، پردہ والیاں اور حائضہ عورتیں بھی باہر نکلیں اور مواقع خیر میں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شامل ہوں، یعنی عید گاہ جائیں۔

سوال: حضرت حفصہؓ نے پوچھا کیا حائضہ عورتیں بھی خطبہ عید سننے جائیں؟

جواب: آپؐ نے فرمایا کہ وہ عرفات میں اور فلاں فلاں جگہ نہیں جاتی۔ یعنی جب وہ ان جملہ مقدس مقامات میں جاتی ہیں تو پھر عید گاہ کیوں نہ جائیں؟

سوال: کیا حیض اور حمل کی تصدیق کے لئے عورت کا اپنا بیان کافی ہے؟

جواب: وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ

کہ ان کے لیے جائز نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے وہ اسے چھپائیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے حمل کے بارے میں عورت کے بیان کو کافی قرار دیا تو حیض کا معاملہ بھی اسی طرح ہی ہے۔

سوال: کیا عورت کے حیض وغیرہ کے معاملات میں عورت کے گھر کے آدمی کی گواہی بھی قابل قبول ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ اگر عورت کے گھرانے کا کوئی آدمی گواہی دے اور وہ دیندار بھی ہو کہ یہ عورت ایک مہینہ میں تین مرتبہ حائضہ ہوتی ہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

سوال: عورت کے حیض کے دن زیادہ سے زیادہ کتنے ہو سکتے ہیں؟

جواب: بعض علمانے کہا ہے کہ حیض کم سے کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن تک ہوسکتا ہے۔ بہر حال عورتیں اپنے معاملات کا زیادہ علم رکھتی ہیں۔

سوال: خون حیض کے علاوہ عورت کے کوئی مواد خارج تو وہ کس ذیل میں ہے؟

جواب: حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم زرد اور مٹیالے رنگ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی تھیں۔

سوال: جس عورت کو طواف کر لینے کے بعد حیض آجائے تو الوداعی طواف کے لئے کیا کرے؟

جواب: حضرت عائشہؓ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ یا رسول اللہؐ! صفیہ بنت حییؓ کو حج میں حیض آ گیا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا، شاید کہ وہ ہمیں روکیں گی۔ کیا انہوں نے تمہارے ساتھ طواف زیارت نہیں کیا۔

عورتوں نے جواب دیا کہ کرلیا ہے۔ آپؐ نے اس پر فرمایا کہ پھر نکلو حائضہ کے لئے جب کہ اس نے طواف افاضہ کرلیا ہو رخصت ہے کہ وہ گھر جائے اور طواف وداع کے لیے نہ رکی رہے۔

سوال: جب عورت حیض سے پاکی حاصل کر لے تو کیا کرے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ دن میں تھوڑی دیر کے لیے ایسا ہوا ہو اور اس کا شوہر نماز کے بعد اس کے پاس آئے۔ کیونکہ نماز سب سے زیادہ عظمت والی چیز ہے۔

فقہی کارنر

کھانے کے لئے کوئی خاص طریق اختیار کرنا خلافِ شرع نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت لے کر یعنی ابتداء 1889ء میں حضرت صاحب (مسیح موعودؑ) علی گڑھ تشریف لے گئے تھے۔ میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ حضرت صاحب سید تفضّل حسین صاحب تحصیل دار کے مکان پر ٹھہرے جو ان دنوں دفتر ضلع میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ وہاں ایک تحصیل دار نے جو سید صاحب کا واقف تھا۔ حضرت صاحب کی دعوت کی اور شہر کے دوسرے معززین کو بھی مدعو کیا۔ حضور تشریف لے گئے اور ہم تینوں کو حسب عادت اپنے دائیں بائیں بٹھایا۔ تحصیلدار صاحب نے کھانے کے لئے چوکیوں یعنی چھوٹے چھوٹے تخت پوشوں کا انتظام کیا تھا جن پر کھانا رکھا گیا اور لوگ ان کے گرد بیٹھ گئے۔ چوکیوں پر کنچ کے گلاسوں میں گلدستے رکھے ہوئے تھے۔ جب کھانا شروع ہوا تو میر عباس علی نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا بلکہ خاموش بیٹھے رہے۔ حضرت صاحب نے ان سے دریافت کیا میر صاحب آپ کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے کہا یہ نیچریوں کے طریق کا کھانا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ خلاف شرع نہیں ہے۔ میر صاحب نے کہا میرا تو دل نہیں چاہتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا میر صاحب! ہم جو کھاتے ہیں۔ میر صاحب نے کہا حضرت! آپ کھائیں میں تو نہیں کھاتا۔ غرض میر عباس علی نے کھانا نہیں کھایا۔

میاں عبد اللہ صاحب کہتے تھے کہ جب عباس علی مرتد ہوا تو مجھے یہ بات یاد آئی کہ وہ تو دراصل اسی وقت سے کٹ چکا تھا۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 71-72)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

اللہ کی محبت

اللہ کی محبت کا سفر بہت حسین ہے اس سفر میں دلکش نظارے روح کو فرحت بخشتے ہیں جو اس سفر کا مسافر بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کے ایسے دروازے کھول دیتا ہے جس کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع وغروب آفتاب

31/ جنوری 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:40	18:10
مدینہ منورہ	05:44	18:06
قادیان	05:59	18:01
ربوہ	05:39	17:41
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:13	16:51